امام الاشجعین اسد اللہ الغالب

# حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل، مناقب، اقوال، کرامات، خصائلِ مبارکہ

"ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کا آخری باب

تصنیفِ لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ، تعلیق و تصحیح

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

سعی و اہتمام

میاں رضوان نفیس

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ نفیس اکادمی

# حضرت علی بن ابی طالب رضی

کرم اللہ وجہہ

## ازلۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء کا آخری باب

تصنیف لطیف:

## حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ

مقدمہ تعلیق وتصحیح: ڈاکٹر محمود الحسن عارف

ترجمہ: مولانا اشتیاق احمد

بشکریہ: میاں رضوان نفیس

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام الاتقیاء اسد اللہ الغالب

# حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل مناقب اقوال کرامات خصائل مبارکہ

AF-1361

toobaa-elibray.blogspot.com

سلسلۂ اشاعت نمبر ۸

نام کتاب: ........ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

تصنیف: ........ مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ

مترجم: ........ مولانا اشتیاق احمد دیوبندی رحمہ اللہ

تقدیم و تسہیل: ——— ڈاکٹر محمود الحسن عارف

سعی و اہتمام: ——— میاں رضوان نفیس

طبع اوّل: ——— جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ / مئی 2011ء

قیمت: ———

ناشر: ........ شاہ نفیس اکادمی، ۱۱/۲۷ سعدی پارک لاہور

۰۳۰۰-۴۱۸۳۷۰۹


☆ ملنے کے پتے ☆

۱۔ نفیس منزل، کریم پارک راوی روڈ لاہور

۲۔ مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

۳۔ مکتبہ رشیدیہ، مقدس مسجد اُردو بازار لاہور

۴۔ الفیصل، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

۵۔ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی لاہور

۶۔ مکتبہ رشیدیہ، اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی

۷۔ مکتبہ شہیدیہ، اسلام لال مسجد اسلام آباد

---

امام الاشجعین اسد اللہ الغالب

# حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل، مناقب، اقوال، کرامات، خصائل مبارکہ

"ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کا آخری باب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ، تعلیق و تصحیح

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

سعی و اہتمام

میاں رضوان نفیس

AF-1361


شاہ نفیس اکادمی

۱۱/۲۷، سعدی پارک، مزنگ، لاہور

0300-4183709


foobaa-elibray.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

## انتساب

امام العاشقین، ملک الخطاطین، سید العارفین، برہان الواصلین، تاج المحبوبین سراج المحبین، زبدۃ الکاملین، سند الاصفیاء السالکین، سید السادات، مجمع السعادات، عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، منبع صفا، معدن وفا، رئیس الاتقیاء، سلطان الاولیاء، سرحلقۂ صوفیان اہل صفا، زین طریقت ووفا، مقبول بارگاہ الٰہی، آفتابِ اہل محبت، قدوۂ اہل مودت، رہبر شریعت، جمالِ طریقت، مُعبر معرفت، مزین صفوت، سید زُہاد، قائد اوتاد، مستغرق در بحر اسرار، پیشوائے مشائخ کبار، بدیع عصر، رفیع قدر، فرید دہر، مظہر انوار نبوی، پرتوِ اخلاق نبوی، حامل صفاتِ نبوی

قطب الاقطاب

**حضرت سید نفیس الحُسینی شاہ صاحب** قدس سرہ

کی رُوحِ پُرفتوح کے نام کہ

اِس کتاب کی اشاعت اُنہی کی صحبت، تربیت، محبت، شفقت

اور توجہاتِ عالیہ کا ثمر دلنواز ہے۔

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

toobaa-elibray.blogspot.com

# فہرست



| | | |
|---|---|---|
| ۱ | لفظ تقدیم | ۱۳ |
| ۲ | بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ (نظم) | ۱۸ |
| ۳ | حرف رضوان | ۱۹ |
| ۴ | ابتدائیہ | ۲۲ |
| ۵ | نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری | ۲۵ |
| ۶ | ولادتِ خانہ کعبہ | ۲۴ |
| ۷ | نبی اکرم ﷺ کی کفالت | ۲۶ |
| ۸ | حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سبقت | ۲۷ |
| ۹ | جنابِ ابو طالب کی تعزیت | ۳۰ |
| ۱۰ | حضرت علیؓ کی خلافت و نیابت کی پیشین گوئی | ۳۱ |
| ۱۱ | حضرت علیؓ کی نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر سواری | ۳۲ |
| ۱۲ | شبِ ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر شب بسری | ۳۳ |
| ۱۳ | مواخات میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام | ۳۵ |
| ۱۴ | جنگِ بدر میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارنامے | ۳۶ |
| ۱۵ | خاتونِ جنت سے شادی | ۳۹ |
| ۱۶ | غزوہ احد میں بہادری | ۴۱ |
| ۱۷ | غزوۂ خندق میں | ۴۵ |







| | | |
|---|---|---|
| ۱۸ | غزوۂ بنو قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات | ۴۷ |
| ۱۹ | غزوہ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات | ۴۸ |
| ۲۰ | غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری | ۴۹ |
| ۲۱ | غزوۂ عمرۃ القضاء میں | ۵۲ |
| ۲۲ | نصارائے نجران کے ساتھ مباہلہ / حضرت علیؓ کا اعزاز | ۵۳ |
| ۲۳ | فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات | ۵۴ |
| ۲۴ | بنو خزیمہ کی طرف حضرت علیؓ کی روانگی | ۵۵ |
| ۲۵ | غزوۂ حنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی | ۵۷ |
| ۲۶ | غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی قائم مقامی | ۵۸ |
| ۲۷ | ۹ ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا | ۵۵ |
| ۲۸ | حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لیے تقرری | ۶۱ |
| ۲۹ | حضرت علیؓ کی یمن کے قاضی کے طور تقرری | ۶۳ |
| ۳۰ | حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علیؓ کے اعزازات | ۶۴ |
| ۳۱ | وصالِ نبوی ﷺ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات | ۶۶ |
| ۳۲ | حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات | ۶۷ |
| ۳۳ | حضرت علیؓ کے فضائل کے متعلق متواتر احادیث | ۶۹ |
| ۳۴ | تو میرے لیے ایسے ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام | ۶۹ |
| ۳۵ | اے اللہ علیؓ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر | ۶۹ |
| ۳۶ | اے اللہ یہ لوگ میرے اہلِ بیت ہیں | ۷۰ |
| ۳۷ | غزوۂ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری | ۷۰ |



toobaa-elibray.blogspot.com

| | | |
|---|---|---|
| ۳۸ | حضرت علیؓ کے فضائل میں حضرت ابنِ عباسؓ کی ایک طویل روایت | ۷۴ |
| ۳۹ | حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا | ۷۸ |
| ۴۰ | حضرت علیؓ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ | ۷۹ |
| ۴۱ | حضرت علیؓ عرب کے سردار | ۷۹ |
| ۴۲ | بارگاہِ نبوت سے حضرت علیؓ کے ساتھ خصوصی معاملہ | ۷۹ |
| ۴۳ | حضرت علیؓ کا مسجد میں کھلنے والا دروازہ | ۸۰ |
| ۴۴ | حضرت علیؓ علم کا دروازہ | ۸۰ |
| ۴۵ | حضرت علیؓ کی پیروی | ۸۱ |
| ۴۶ | منافقوں کی پہچان | ۸۱ |
| ۴۷ | حضرت علیؓ دل کے تونگر تھے | ۸۱ |
| ۴۸ | بارگاہِ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام | ۸۲ |
| ۴۹ | حضرت علیؓ اللہ کے محبوب ہیں | ۸۳ |
| ۵۰ | حضرت علیؓ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت | ۸۴ |
| ۵۱ | جنت تین افراد کی مشتاق ہے | ۸۴ |
| ۵۲ | حضرت علیؓ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوں گے | ۸۵ |
| ۵۳ | حضرت علیؓ کو سکھائی جانے والی خصوصی دعا | ۸۶ |
| ۵۴ | آنحضور ﷺ کے دنیا میں سب سے آخری ملاقاتی | ۸۶ |
| ۵۵ | جنت میں حضرت علیؓ کا باغیچہ | ۸۷ |
| ۵۶ | حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے | ۸۷ |
| ۵۷ | خانوادۂ نبوی سے لڑائی اور صلح کی حقیقت | ۸۸ |





| | | |
|---|---|---|
| ۵۸ | حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے نبی اکرم ﷺ کی محبت | ۸۸ |
| ۵۹ | حضرت علیؓ کو گرمی اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ | ۸۹ |
| ۶۰ | حضرت علیؓ کا خاص اعزاز | ۹۰ |
| ۶۱ | حضرت علیؓ سے محبت | ۹۱ |
| ۶۲ | دربارِ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام | ۹۱ |
| ۶۳ | حضرت علیؓ کی صحت کے لیے زبانِ نبوت سے نکلنے والی دعا | ۹۲ |
| ۶۴ | سرگوشی کرنے کے لیے صدقہ کے حکم کی منسوخی میں حضرت علیؓ کا کردار | ۹۳ |
| ۶۵ | خانوادۂ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام | ۹۴ |
| ۶۶ | حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسنؓ کا خطبہ | ۹۴ |
| ۶۷ | انصار کے ہاں منافقوں کی پہچان | ۹۶ |
| ۶۸ | حضرت علیؓ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی | ۹۷ |
| ۶۹ | حضرت علیؓ کے لیے خاص اعزاز | ۹۷ |
| ۷۰ | حضرت علیؓ سے محبت و دشمنی | ۹۸ |
| ۷۱ | حضرت علیؓ کی زندگی کے لیے دعا | ۹۹ |
| ۷۲ | حضرت شاہ ولی اللہ کا حضرت علیؓ کے اوصاف پر تبصرہ | ۹۸ |
| ۷۳ | شجاعت و حمیت وغیرہ | ۹۸ |
| ۷۴ | وفاداری | ۹۹ |
| ۷۵ | دھکیل دینا دشمنوں کو | ۹۹ |
| ۷۶ | کھردرا پن اور شمشیر برہنہ ہونا | ۱۰۰ |
| ۷۷ | اپنے مشن کی تکمیل کرنا | ۱۰۱ |


toobaa-elibrary.blogspot.com

| | | |
|---|---|---|
| ۷۸ | زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا | ۱۰۳ |
| ۷۹ | حضرت علیؓ کی پرہیزگاری اور بیت المال کے بارے میں اُن کی احتیاط پسندی | ۱۰۵ |
| ۸۰ | تنگی پر صبر کرنا | ۱۰۸ |
| ۸۱ | نبی اکرم ﷺ سے سنے ہوئے علوم کو یاد رکھنا | ۱۱۲ |
| ۸۲ | ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برجستگی | ۱۱۵ |
| ۸۳ | حفظ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دعا کی تلقین | ۱۲۲ |
| ۸۴ | آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا | ۱۲۷ |
| ۸۵ | حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا علم اور ان کے پرحکمت ملفوظات | ۱۳۲ |
| ۸۶ | حضرت علیؓ کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں | ۱۳۵ |
| ۸۷ | حضرت علیؓ کی کرامات | ۱۳۲ |
| ۸۸ | حضرت حسینؓ کی شہادت گاہ کی پیش گوئی | ۱۳۲ |
| ۸۹ | دیوار نہیں گری | ۱۳۳ |
| ۹۰ | ایک اونٹ کی حضرت علیؓ کے رُوبرو عاجزی | ۱۳۳ |
| ۹۱ | حضرت علیؓ کی بد دعا کا نتیجہ | ۱۳۴ |
| ۹۲ | ان دیکھے ہاتھوں کے ذریعے آٹا کی پسوائی | ۱۳۴ |
| ۹۳ | حضرت علیؓ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی | ۱۳۵ |
| ۹۴ | ابن ملجم اور حضرت علیؓ | ۱۳۶ |
| ۹۵ | علوم دین کے احیاء میں ان کا حصہ | ۱۳۶ |
| ۹۶ | جمع و ترتیب قرآن | ۱۳۶ |





| | | |
|---|---|---|
| ۹۷ | نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان | ۱۳۸ |
| ۹۸ | نماز صلوۃ المناجات (خصوصی دعا والی نماز) | ۱۵۰ |
| ۹۹ | دن اور رات کے نوافل | ۱۵۲ |
| ۱۰۰ | حضرت علیؓ کے فتاویٰ | ۱۵۳ |
| ۱۰۱ | حضرت علیؓ کے توحید و صفات الٰہیہ کے بارے میں مباحث | ۱۵۳ |
| ۱۰۲ | حضرت علیؓ اور تصوف و احسان | ۱۵۴ |
| ۱۰۳ | حضرت علیؓ بطور مشیر خلفائے سابقین | ۱۵۴ |
| ۱۰۴ | حضرت علیؓ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات / پیشین گوئیاں | ۱۵۵ |
| ۱۰۵ | خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی | ۱۵۵ |
| ۱۰۶ | حضرت علیؓ کی خلافت اور شہادت ہوگی | ۱۵۶ |
| ۱۰۷ | خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ | ۱۵۶ |
| ۱۰۸ | حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر | ۱۵۷ |
| ۱۰۹ | حضرت علیؓ کے لیے جنت کے باغ اور دنیا میں مشکلات کی خبر | ۱۵۷ |
| ۱۱۰ | خلافت کے اُمیدواروں میں اختلاف کی خبر | ۱۵۸ |
| ۱۱۱ | خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر | ۱۵۹ |
| ۱۱۲ | متعدد حوادث کی خبر | ۱۵۹ |
| ۱۱۳ | جنگ جمل کی خبر | ۱۶۰ |
| ۱۱۴ | سات فتنوں کی خبر | ۱۶۰ |
| ۱۱۵ | واقعہ صفین کی پیشین گوئی | ۱۶۱ |


toobaa-elibrary.blogspot.com

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱۶ | حکمین کے تقرر کی اطلاع | ۱۶۱ |
| ۱۱۷ | خوارج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر | ۱۶۲ |
| ۱۱۸ | ایک خارجی کے ذریعے حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر | ۱۶۸ |
| ۱۱۹ | حضرت حسنؓ اور امیر معاویہ کے مابین مصالحت کی پیشین گوئی | ۱۷۰ |
| ۱۲۰ | امیر معاویہ کی امارت کی خبر | ۱۷۰ |
| ۱۲۱ | قریشی نوجوانوں کی امارت کی خبر | ۱۷۳ |
| ۱۲۲ | بنو مروان کے اقتدار کی اطلاع | ۱۷۳ |
| ۱۲۳ | بنو امیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر | ۱۷۵ |
| ۱۲۴ | دو فرقوں کے وجود کی خبر | ۱۷۵ |
| ۱۲۵ | حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت | ۱۷۶ |
| ۱۲۶ | جنگ جمل شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؓ کا موقف | ۱۷۹ |
| ۱۲۷ | امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ | ۱۸۳ |
| ۱۲۸ | حضرت علیؓ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم | ۱۸۴ |
| ۱۲۹ | حضرت علیؓ کی امداد کا وجوب | ۱۹۱ |
| ۱۳۰ | تبصرہ | ۱۹۶ |




## لفظ تقدیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

ساری دنیا اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا میں امن و آشتی، رشد و ہدایت، بقائے باہمی، بین الملکی تعلقات، عالمگیریت اور آفاقیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور زندگی کا ایک نیا اور وسیع تصور سامنے آیا۔

آنحضور ﷺ کے ذریعے ہونے والے اس عظیم اور جلیل القدر انعام اور احسان کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ اپنے اس محسن اعظم کا تذکرہ محبت و عقیدت اور "ادب و احترام" سے کرے اور ان پر ادب و محبت کے ساتھ درود و سلام پیش کرتی رہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(الاحزاب/۵۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو۔"

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان عظیم کے بدلے کے طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر غیر مشروط ایمان لایا جائے اور آپ کی ہر بات اور آپ کے ہر حکم کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

toobaa-elibrary.blogspot.com

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران/۳۱)

"آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

اسی طرح ہر مسلمان پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ سے اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنے مال سے بھی زیادہ محبت رکھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(التوبہ/۲۴)

"کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، بھائی، بیویاں، تمہارے خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں، تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) بھیج دے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اسی طرح ارشاد نبوی ہے:

لا یؤمن احد کم حتّٰی اکون احبّ الیہ من ولدہٖ و والدہٖ و الناس اجمعین (البخاری)



"تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اُسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا۔"

اسی طرح ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کا ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ کے خاندان سے بھی حد سے زیادہ محبت رکھی جائے اور ان کی عزت و توقیر کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (الشوریٰ/۲۳)

"کہہ دیجیے کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا، مگر قرابت داری کی محبت (تو چاہیے)۔"

حضرت عبداللہ بن عباس اور دوسرے متعدد صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

انہی احکام اور انہی وجوہ کی بنا پر ہمیشہ سے "خانوادۂ نبوی" سے محبت اور ان کا ادب و احترام اکابر امت کا معمول رہا اور تمام صحابہ کرام، تابعین، تابع تابعین اور علمائے امت نے ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ اسی بنا پر اس موضوع پر امت کے اکابر کی طرف سے مسلسل کتابوں کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ جس میں امام العصر شاہ ولی اللہ بھی شامل ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

**۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالۃ الخفا اور اس کی اہمیت:**

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ / ۱۷۰۳-۱۷۶۲ء) کو آخری دور کی امامت اور قیادت کرنے کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ اسی لیے انہوں نے نہ صرف اپنے زمانے کے مسائل پر لکھا، بلکہ اپنے بعد اٹھنے والے فتنوں اور مسائل کے بارے میں بھی امت کی رہنمائی فرمائی۔ اس حوالے سے ان کی کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" بڑی اہم کتاب ہے اور تمام اکابر امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس جیسی کتاب اس موضوع پر نہ لکھی گئی اور نہ ہی شاید آئندہ لکھی جا سکے گی۔

شاہ صاحب نے اپنی اس کتاب کے ذریعے "خلافت راشدہ" کے متعلق اٹھنے والے شکوک و شبہات کا مدلل جواب لکھا ہے اور معترضین کے منہ بند کر دیے ہیں۔

شاہ صاحب محترم نے ازالۃ الخفا کا آخری حصہ (اردو ترجمہ میں جلد چہارم) خلفائے راشدین کے متعلق روایات اور آثار جمع کرنے کے لیے مختص فرمایا ہے۔ دور حاضر کی ضرورت کے مطابق ہم نے اس میں سے آخری حصہ جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے فضائل و مناقب، ان کے کارناموں، ان کی خدمات جلیلہ اور ان کے اقوال، ان کی کرامات اور ان کی خلافت پر وارد ہونے والے اعتراضات و اشکالات کے جوابات وغیرہ پر مشتمل ہے، الگ کر کے چھاپنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شاہ صاحب کی کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ جو بازار میں دستیاب ہے، ضروری تراجم اور تصحیحات کے ساتھ اس میں شامل کیا گیا ہے۔



اس حصے کے مطالعے سے جہاں ایک طرف فاضل مصنف کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے وہیں حضرت علیؓ اور ان کے خاندان کے فضائل و مناقب کا بھی علم ہوتا ہے۔

یہ بابرکت سلسلہ سید انور حسین المعروف بہ نفیس رقم قدس سرہ نے شروع کیا تھا اس کے اس بابرکت سلسلے کو جاری رکھنے کا مقصد عصر حاضر میں ائمہ اہل بیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور اس بارے میں حقائق کو واضح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور ہماری طرف سے اس کاوش کو قبول کرے۔

اس سلسلے میں برادر عزیز میاں رضوان نفیس اور ان کے رفقا نے جو محنت کی، اس پر وہ بے حد شکریے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین۔ مخلص

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)

دارالعرفان۔ رحمان پارک

گلشن راوی لاہور

# بُوبکر و عُمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم

اصحابِ محمدؐ حق کے ولی … بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
یارانِ نبیؐ میں سب سے جلی … بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
وہ شمعِ حرم کے پروانے … وہ ختمِ رُسُل کے دیوانے
بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ … بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
اسلام نے جن کو عزت دی … اسلام کو قوت جن سے ملی
ایماں کی روایت حق سے چلی … بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی … ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہی ترتیب بھلی … بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ان چاروں کی خوشبو پھیلے گی … یہ خوشبو ہر سُو پھیلے گی
گونجے گا یہ نغمہ گلی گلی … "بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ"
یہ لوح و قلم کی زینت ہے … یہ کعبہ حرم کی زینت ہے
لکھ شاہ نفیسؔ بخطِ جلی … "بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ"

○

ناچیز نفیس الحسینی — ربیع الاول ۱۴۱۶ھ



## حرفِ رضوان

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں صحابہ واہل بیت کی محبت ومودت کے پیشو اور امام تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک نے مجھے اس کام میں لگایا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ درد تھا کہ لوگ صحابہ واہل بیت کی محبت کو متوازن اور یکساں رکھ کر اپنی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈال دیں کیونکہ جو صحابہ کا گستاخ ہے وہ بھی جادہ حق سے ہٹا ہوا ہے اور جو اہل بیت کا گستاخ ہے وہ بھی حق سے ہٹا ہوا ہے اور اہل بیت کو تو دوہرا شرف حاصل ہے کہ وہ صحابہ بھی ہیں اور اہل بیت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

"میرے دو ہاتھ ہیں ایک میں صحابہ کرام کا دامن اور دوسرے میں اہل بیت کا، اور میں خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں"

اللہ پاک ہمارے بزرگوں کے طریقے پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے

(آمین)

رافضیوں کی ضد میں آکر کیونکہ وہ افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں ہم نے اہل بیت کو ان کے سپرد کر دیا ہے اور ان سے تقریباً لاتعلقی کر لی ہے بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں سے ان کی عظمت وشان کو گھٹانے کی ناکام کوششوں میں لگ کر اپنے

سمیت اپنے معتقدین کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی راہ پر ڈال دیا۔ اللہ پاک ہم سب کو افراط و تفریط کے اس وبال سے محفوظ رکھے (آمین)۔

ہمارے یہاں حضرات اہل بیت کرام خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاملہ میں کام کی بڑی کمی ہے اسی مناسبت سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "المرتضیٰ" سے ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

"وہ مظلوم شخصیت جن کے حقوق نہ صرف یہ کہ ادا نہیں ہوئے بلکہ ان کے حق میں شدید بے انصافی روا رکھی گئی حضرت سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی بلند و محبوب شخصیت بھی ان میں سے ایک ہے۔ مخصوص حالات خاص قسم کے عقائد اور چند نفسیاتی اسباب کی بنا پر ان کی سیرت پر بہت گہرے اور دبیز پردے پڑ گئے ہیں ارباب بحث و تحقیق تو الگ رہے خود وہ لوگ جو ان کی عظمت کے گن گاتے ہیں اور ان کے نام پر اپنے عقائد کی عمارت تعمیر کئے ہوئے ہیں انہوں نے بھی کثرت اوقات ان کی سیرت کا مطالعہ معروضی و تحقیقی انداز میں نہیں کیا اور پورے ماحول اور ان کے عہد کے تقاضوں اور دشواریوں کو سامنے رکھ کر امانت و غیر جانبداری کے ساتھ پیش نہیں کیا وہ معاشرہ جس میں وہ پیدا ہوئے اور پروان چڑھے اس کا تجزیہ نہیں کیا گیا ضرورت تھی کہ دیکھا جاتا کہ وہ کیا اصول تھے جن کے وہ سختی سے پابند رہے وہ کیا اقدار تھے جن کو وہ تا زندگی حرز جان بنائے رہے جو مشکلات سامنے آئیں ان کا کس اصول پسندی اور دینی و اخلاقی معیار بلند سے مقابلہ کیا اور ان سے عہدہ



برآ ہوئے انتظامی و سیاسی امور میں ان کا بنیادی فکر کیا تھا جس میں کوئی لچک یا سمجھوتہ قبول کرنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے یہ وہ پہلو ہیں جن کو پیش نظر رکھے اور ان کا تجزیہ کئے بغیر ان کی سیرت کا مطالعہ ناقص اور غلط فہمیوں اور کوتاہ اندیشیوں بلکہ **ناانصافی کا موجب ہو گا۔" (المرتضیٰ)**

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کے بہت ہی محبوب اور ہمدم دیرینہ جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف مدظلہ نے اپنی گوناں گوں علمی مصروفیات کے باوجود کمال شفقت فرمائی اور تسہیل، حواشی، پیراگراف اور عنوانات سے اس کتاب کو مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

کتاب کی کمپوزنگ حبیب خواجہ صاحب نے کی، ہماری سرپرستی اور مشاورت حضرت مولانا عبدالحفیظ دامت برکاتہم، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد عابد، محمد عرفان شجاع، مشتاق علی رضا جعفری، سید مہر حسین بخاری، محسن خواجہ، چوہدری منصور صادق، میاں سعید، میاں نعیم صاحبان نے فرمائی اللہ پاک تمام احباب کو اپنے شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے اور روز حشر ہمیں صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور بزرگوں کے ساتھ محشور اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

## ابتدائیہ

کتاب کے شروع کرنے سے پہلے ہم ابتدائیہ کے طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی کتاب "المرتضیٰ" سے کچھ اقتباس پیش قارئین کرتے ہیں۔ اس مضمون کو اگر تعصب کا چشمہ اتار کر صدق نیت سے پڑھا جائے تو امید ہے کہ اللہ پاک اس کی برکت سے قاری کا سینہ رافضیت، ناصبیت، اور خارجیت وغیرہ کے فتنوں سے پاک کر کے "سینہ بے کینہ" بنا دے گا جو اصل مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد شاید ہی کسی عظیم تاریخی شخصیت کی ایسی تصویر کھینچی گئی ہو گی جو احساسات، حالات، رجحانات و تصورات اور انسان کے نطق و ذوق و وجدان کی عکاس ہو جیسی کہ ضرار بن ضمرہ (حضرت علیؓ کے ایک رفیق) نے حضرت علیؓ کے متعلق اپنے مشاہدات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی فرمائش پر اور ان کی مجلس میں اور ان کے سامنے انھوں نے جو کہا اس میں جہاں محبت و احترام کی جھلک ہے وہیں شہادت کی وہ صداقت بھی نمایاں ہے جو صرف اللہ ہی کے لیے ممدوح کی غیر موجودگی میں دی جاتی ہے وقت و ماحول کی نزاکت اور مکمل احساس ذمہ داری اور جرأت کے ساتھ بیان کیے ہوئے یہ جملے ایک بہترین ابدی مرقع بن گئے ہیں۔

"ابو صالح سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا کہ بتاؤ علی (رضی اللہ عنہ) کیسے تھے ضمرہ نے کہا اگر آپ مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہو گا انھوں نے کہا بیان کرو۔ کہنے



لگے، کیا آپ مجھے اس خدمت سے معاف نہیں کریں گے؟ کہا نہیں تمہیں، کہنا ہو گا، اس پر وہ بولے اچھا تو سنئے!

"ان کی نظر انتہائی دور رس تھی ان کے قویٰ انتہائی مضبوط تھے بات دوٹوک اور صاف صاف کہتے اور فیصلے پورے عدل و انصاف کے ساتھ کرتے، ان کی شخصیت سے علم کے چشمے ابلتے تھے دنیا اور دنیا کی دل آویزیوں سے متوحش رہتے رات اور اس کی تاریکی سے دل لگاتے تھے خدا گواہ ہے کہ (راتوں کو عبادت میں) ان کے آنسو تھمتے نہ تھے دیر دیر تک فکر مند اور سوچتے رہتے اپنے کف دست کو الٹتے پلٹتے اور اپنے آپ سے باتیں کرتے موٹا جھوٹا پہنتے، روکھی سوکھی کھاتے بخدا بالکل اپنے ہی ساتھیوں اور بے تکلف لوگوں کی طرح رہتے جب پوچھا جاتا تو جواب دیتے جب ان کے پاس جاتے تو خود بڑھ کر بات شروع کر دیتے جب بلاتے تو حسب وعدہ آ جاتے لیکن ہم لوگوں کو (باوجود اس قربت و رفاقت اور ان کی سادگی کے ان کا رعب ایسا تھا کہ) ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی اور نہ کوئی گفتگو چھیڑتے، اگر وہ مسکراتے تو ان کے دندان ایسے نظر آتے جیسے سفید موتیوں کی لڑی ہو دینداروں کی توقیر کرتے مساکین سے محبت کرتے کسی طاقتور انسان کی یہ جرأت نہ تھی کہ ان سے باطل کی تائید میں توقع رکھتا، اور کوئی کمزور ان کے عدل و انصاف سے مایوس نہ ہوتا۔

اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی راتوں کے چند منظر دیکھے ہیں کہ رات نے اپنی سیاہ چادر پھیلا دی ہے تارے ڈوبنے لگے ہیں اور علیؓ

محراب مسجد میں اپنی ڈاڑھی ہاتھ سے پکڑے درد بھرے شخص کی طرح رو رہے ہیں اور اس طرح تڑپ رہے ہیں، جیسے کوئی ایسا شخص تڑپے جس کو کسی زہریلے سانپ بچھو نے ڈس لیا ہو، مجھے ایسا لگتا ہے کہ ان کی آواز اب بھی سنائی دے رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں:

"اے دنیا! کیا تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کر رہی ہے؟ یا مجھ سے کوئی امید رکھتی ہے؟ مجھ سے کچھ امید نہ رکھ! میرے علاوہ کسی اور کو فریب دے! میں تو تجھے طلاقیں دے چکا ہوں، جس کے بعد تیری طرف رجوع کی گنجائش نہیں تیری عمر کوتاہ، تیری دی ہوئی کامرانی حقیر تیرے خطرات بھیانک در بڑے، آہ! زادِ راہ کتنا کم ہے سفر کتنا طویل ہے، اور راستہ کس درجہ سنسان ہے"

راوی کہتے ہے کہ یہ سن کر حضرت معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس کے قطرے ان کی داڑھی پر گرنے لگے، اپنی آستین سے وہ آنسو پونچھتے اور رونے سے آواز حلق میں گھٹنے لگی، پھر حضرت معاویہؓ نے کہا: اللہ ابو حسن پر رحم فرمائے، واقعی ان کا یہی حال تھا، ضرار! تم اپنا حال کہو، ان کی جدائی سے کیا محسوس کرتے ہو؟ کہا: مجھے ایسا غم ہے جیسا اس عورت کو ہوگا جس کا بچہ اس کی گود میں ذبح کر دیا گیا ہو، ورنہ اس کے آنسو تھمتے ہوں، نہ غم ہلکا ہوتا ہو۔



## امیر المومنین، بہادروں کے امام

## اللہ تعالی کے شیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؓ امام المتقین اسد اللہ الغالب کے فضائل ومناقب بکثرت ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

### ۱۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری:

ان میں ایک یہ ہے کہ آپؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری رکھتے اور شرافت سب میں اعلی مرتبہ رکھتے تھے۔ آپؓ ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے تھے اور آپ کی والدہ اسد بن ہاشم کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ ابو عمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں [اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے والدین دونوں ہاشمی تھے ہاشم نبی کریم ﷺ کے جد امجد کا نام مبارک ہے جو جناب عبد المطلب کے والد اور بڑی معروف شخصیت کے مالک تھے، مشہور روایت کی رو سے قریش مکہ کے لیے انہوں نے ہی موسم گرما اور موسم سرما کے دو سفروں کی اجازت حاصل کی تھی] اور ان کے بعد حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد امام محمد باقر اور عبد اللہ محض اور ان کے بھائی بھی ماں باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی تھے۔ اور جناب رسالت مآب ﷺ فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد جس نے مجھے جنم دیا، وہ میری ماں تھیں۔ ابو طالب کاروبار کرتے تھے اور ان کے یہاں کھانا عوت کے طور پر ہوتا تھا، وہ ہم سب کو پہلے

ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اُس میں سے کچھ بچا لیا کرتی تھیں تاکہ اس میں سے میں دوبارہ کچھ کھا سکوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے

## ۲۔ ولادتِ خانۂ کعبہ:

حضرت علیؓ کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے حالات زندگی میں جو یہ لکھا ہے کہ ان (حکیم) کے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ کعبہ میں ان (حکیم) سے پہلے کوئی اور پیدا ہوا اور نہ ان کے بعد ہوا تو کہ اس پر نص (صراحت) ہے۔ اسے مصعب کا وہم کہا گیا ہے جو حرف آخر (ولا بعدہ) میں ہے۔ بلاشبہ متواتر روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے امیر المومنین حضرت علیؓ کو جوفِ کعبہ میں جنم دیا۔

## ۳۔ نبی اکرم ﷺ کی کفالت:

اللہ عزوجل وعلا کی عنایت کم سنی ہی کے دور میں حضرت علیؓ کے شامل حال ہوگئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کی کفالت کو اپنے ذمہ لے لیا اور اسی بنا پر حضرت علیؓ کا اسلام لانا اور نبی اقدس ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنا زمانۂ بلوغ سے پہلے ممکن ہوا۔



## ۴۔ حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سبقت:

صحابہ اور تابعین کا قول کہ بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ اس بارے میں ایک فصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گذر چکی ہے۔

محمد بن اسحق نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن ابی نجیح نے روایت کی ہے انہوں نے مجاہد بن جبیر ابی الحجاج سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے اُن کے حصہ میں رکھی تھی اور اس ذریعہ سے اُن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا کہ قریش مکہ پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا اور ابوطالب زیادہ اولاد رکھتے تھے۔ اس پر رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے کہا اور وہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ دولت اور وسعت والے تھے کہ اے عباس آپ کے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر جو یہ خشک سالی کی آزمائش آپڑی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، لہٰذا آیئے ہم ان کے پاس چلیں اور ان سے کنبہ کا بوجھ ہلکا کریں۔ ان کے گھر سے ایک آدمی کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں اور ہم ان کی طرف سے ان دو کا خرچ خود برداشت کریں اس پر حضرت عباسؓ نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ آپ دونوں ابوطالب سے جا کر ملے اور ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اوپر سے آپ کے کنبے کے خرچ کا بوجھ ہلکا کریں تا آنکہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس تنگی کو دور کر دے جس میں کہ وہ مبتلا ہیں۔ تو ان دونوں سے ابوطالب نے کہا کہ بہتر، مگر تم میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو۔

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ تم عقیل اور طالب کو چھوڑ دو اور اسکے بعد جو چاہو کرو تب پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو لے لیا اور ان کو اپنے سینہ سے لگالیا اور حضرت عباس نے حضرت جعفرؓ کو لیکر اپنے سینے سے لگالیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بناکر مبعوث کیا تو حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کا اتباع کیا اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور حضرت جعفر حضرت عباسؓ کے پاس رہتے تھے تا آنکہ ایمان لائے اور حضرت عباسؓ سے مستغنی ہوگئے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی کی طرف نکل جاتے اور ان کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی اپنے باپ ابوطالب سے اور اپنے تمام چچاؤں سے اور پوری قوم سے چھپ کر نکلتے تھے اور وہاں دونوں نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب شام ہو جاتی تو دونوں واپس آجاتے تھے، تو یہ دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ آپ اس حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن یہ ہوا کہ ابوطالب نے دونوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ کونسا دین ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو؟ تو آپ ﷺ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا، اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں اور ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم کا دین ہے" یا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ رسول بناکر اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ اے چچا ہر اس شخص سے جس



کا میں بھلا چاہتا ہوں زیادہ اور اس کو ہدایت کی طرف بلاتا ہوں اس (بھلائی) کے زیادہ حقدار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت کو قبول کیا اور میری اعانت کی آپ پر اس کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ اس پر ابوطالب نے کہا کہ اے بھتیجے میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ اپنے باپ دادا کے دین کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اس کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم میں کسی چیز کو جس سے تجھے تکلیف محسوس ہوتی ہو تجھ تک نہیں آنے دوں گا جب تک زندہ ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میرے بیٹے تو کس دین پر ہے انہوں نے کہا کہ ابا جان میں تو اللہ کے رسول ﷺ پر اور جو کچھ آپ لے کر آئے اس پر ایمان لا چکا ہوں اور میں آپ کی تصدیق کر چکا ہوں اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر اللہ کے لیے نماز پڑھی اور ان کا اتباع کیا ہے، لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ابوطالب نے یہ کہا کہ خبردار محمد ﷺ نے تجھے خیر خواہی کی دعوت دی ہے لہذا تو آپ کے ساتھ ساتھ رہو۔

اور احمد ابن حنبل نے حبہ عرنی سے روایت کی، کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ ایک دن منبر پر ہنس رہے تھے ہم نے ان کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا کہ مجھے اپنے بابا ابوطالب کا یہ قول یاد آگیا۔ کہ جب انہوں نے ہمیں دیکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو وہ کہنے لگے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی طرف دعوت

دی۔ تو انہوں نے کہا کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میری سرین کبھی اوپر نہیں اٹھے گی۔ وہ اپنے والد کی بات یاد کر کے تعجب کی وجہ سے ہنسنے لگے۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا یا اللہ میں اعتراف کر رہا ہوں (فخر نہیں) کہ آپ کی امت میں سے کسی بندے نے، سوائے آپ کے نبی کے، مجھ سے پہلے آپ کی عبادت نہیں کی۔ یہ بات انہوں تین مرتبہ کہی۔ کہ بیشک میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات دن پہلے نماز پڑھی ہے۔

## ۵۔ جناب ابوطالب کی تعزیت:

حضرت علیؓ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ جب ابوطالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰؓ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب میرے والد ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو میں نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا کہ آپ کے چچا کا انتقال ہو گیا ہے فرمایا کہ جاؤ ان کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دعائیں کیں جن سے مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ اتنی خوشی سرخ اور سیاہ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی۔ (حضرت علی جب میت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے)۔



## ۶۔ حضرت علیؓ کی خلافت و نیابت کی پیشینگوئی:

حضرت علیؓ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ "منتظر خلافت" کی مانند معاملہ کیا کرتے تھے [منتظر خلافت جو شخص خلافت و نیابت کا انتظار کر رہا ہو۔ یہ جملہ شاہ صاحب کی اپنی اصطلاح ہے اور انہوں نے بنو ہاشم کی دعوت کے قصے کو اس بات پر منطبق کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کے لیے خلافت کی امید رکھتے تھے] جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ چنانچہ امام نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین آپ اپنے چچا کے بغیر اپنے چچا زاد کے کیسے وارث ہو گئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کیا یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اور ان کے لئے ایک مد (یعنی تقریباً ایک سیر) کھانا تیار کروایا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا رہا، گویا کہ اس کو چھیڑا ہی نہیں گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ شربت منگایا تو سب نے اس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں پورا بچ رہا، گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا اور اس میں سے پیا ہی نہیں گیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اولاد عبدالمطلب میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے اس آیت میں سے جو کچھ تم دیکھ سکتے تھے وہ دیکھ لیا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی، ساتھی، اور وارث بنے؟ تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا

۔ اس موقع پر میں ان کی طرف بڑھا اور میں لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر آپ ﷺ نے وہی بات تین مرتبہ کہی اور میں ہر مرتبہ اُٹھتا رہا اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ [ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت علیؓ کو اپنی جانشینی کا مژدہ سنایا۔ حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچازاد کا وارث ہوا ہوں نہ کہ چچا۔]

## ۷۔ حضرت علیؓ کی نبی کریم ﷺ کے مبارک کندھے پر سواری:

امام نسائی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ گئے "اور آپ کو اُٹھائے ہوئے علیؓ کھڑے ہوئے" (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کمزوری کو دیکھا تو کہا کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا نبی اللہ ﷺ میرے کندھے سے اترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کنارے پر پہنچ جاؤں (یہ اس روحانی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس وقت حضرت علیؓ محسوس کر رہے تھے، پیغمبر کے کندھوں پر سواری کوئی معمولی بات نہیں ہے اور نہ ہی معمولی اعزاز) تو حضرت علیؓ کعبہ پر چڑھے اور اس پر ایک پیتل یا تانبے کا بت تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا



تاکہ اسے اکھاڑ سکوں دائیں، بائیں اور آگے، پیچھے اور اس کے سامنے سے یہاں تک کہ جب میں نے اس پر قابو پا لیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھینک دے تو میں نے اس کو نیچے پھینک دیا پھر اس کو توڑا جیسے کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو۔ پھر میں نیچے اتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے چھپتے ہوئے چل دیئے یہاں تک کہ گھروں کی اوٹ میں جا پہنچے اس اندیشہ سے کہ کوئی ہمیں مل نہ جائے۔

## ۸۔ شب ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر شب بسری:

ان کے مناقب میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار قریش آنحضرت ﷺ کو ایذا دینے کے لیے اکٹھے ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ سے فرمایا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور آنحضرت ﷺ کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار مغالطے میں پڑے رہیں اور آنحضرت ﷺ کے جانے پر مطلع نہ ہونے پائیں۔ اور اس کے چند دن بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت ﷺ سے جا ملے۔

ابن اسحٰق نے ہجرت کے وقت نبی ﷺ کے بارے میں کفار قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا ہے کہ، پھر جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ آج رات آپ ﷺ اپنے بستر پر نہ سوئیں، تو جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو مشرکین مکہ جمع ہو کر آپ کو دیکھنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے تاکہ وہ آپ ﷺ کے اوپر حملہ کر دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا تو علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری حضرمی سبز چادر اپنے اوپر اوڑھ لے اور اس میں سو جا۔ اور اُن کی جانب سے ہرگز کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے گی۔ رسول اللہ ﷺ جب سویا کرتے تھے تو اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اُن کی طرف سے باہر نکلے اور آپ نے ایک مٹی کی مٹھی بھر کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سروں پر بکھیرتے رہے اس وقت آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ سے فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ تک یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سے فارغ ہو گئے اور اُن میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ پھر جس طرف جانے کا آپ نے ارادہ کیا تھا آپ چلے گئے۔

اس کے بعد اُن کے پاس ایک آنے والا آیا جو اُن کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ کا۔ اس نے کہا کہ اللہ نے تمہیں خسارے میں ڈال دیا اللہ کی قسم بلاشبہ محمد ﷺ تمہارے سامنے سے ہو کر چلے گئے ہیں۔ پھر انہوں نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا تھا چلے بھی گئے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے؟ پھر اُن میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس پر مٹی پائی پھر انہوں نے مکان کے اندر جھانکنا شروع کیا تو وہ علیؓ کو دیکھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے کہ واللہ یقیناً یہ محمد ﷺ سوئے ہوئے ہیں، اُن پر اُن کی چادر ہے۔ چنانچہ



یہ لوگ وہاں سے نہیں ٹلے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور حضرت علیؓ بستر پر سے اُٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کا پتہ حال بیان کیا تھا اس نے سچ ہی کہا تھا۔ پھر محمد بن اسحٰق نے نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے قصہ میں بیان کیا کہ مکہ میں حضرت علیؓ نے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لوگوں کو ان کی وہ امانتیں ادا کر دیں جو اُن کی آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب اس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور کلثوم بن الہدم کے مہمان ہوئے۔

**۹۔ مواخات میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام:**

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب صحابہ کرام کے درمیان مواخات واقع ہوئی (یعنی ہر ایک مہاجر کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بھائی تجویز کیا، مواخات کے معنی ہیں بھائی چارہ کے ہیں) تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے درمیان مواخات کرائی تو حضرت علیؓ آئے اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان مواخات کرائی اور میرے اور کسی کے درمیان مواخات قائم نہیں کی تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے (نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر مہاجرین و انصار کے مابین بھائی چارہ قائم کیا مگر یہ تو خود کو کسی

انصار کا بھائی قرار دیا ورنہ بھی حضرت علیؓ کو اس میں حکمت یہ تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سارا سلسلہ صرف اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا ہے۔

## ۱۰۔ جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارنامے:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ سوابق اسلامیہ میں سے جنگ بدر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حصہ کامل اور وافر تھا، اول یہ کہ جب موضع بدر کے نزدیک پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک جماعت کو دشمن کے لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اس جماعت میں سے تھے۔

محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب شام ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی ڈھونے والے لوگ ان کے ہاتھ لگے جن میں بنو الحجاج کا غلام اسلم اور بنو العاص بن سعد کا غلام عریض ابو یسار بھی تھا، تو یہ حضرات ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔

دوسرا یہ کہ جنگ شروع ہونے کے وقت کفار میں سے تین آدمی مقابلہ کے لئے باہر آئے اور تین آدمی ان کے ساتھ مقابلہ کے لیے بنی ہاشم میں سے نکل آئے ان میں سے ایک حضرت علی مرتضیٰؓ تھے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا اور اسود بن اسد مخزومی مقابلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک بدخو اور بدخصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض میں سے ضرور پانی پیوں گا یا اس کو ڈھا



دوں گا یا اس کے پیچھے جان دے دوں گا۔ تو جب وہ نکلا تو اس کی طرف حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بڑھے جب دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو حضرت حمزہؓ نے اس کے ایک ہاتھ مارا تو اس کا پاؤں آدھی پنڈلی پر سے زخمی ہو گیا اور وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ اپنی پشت پر گر گیا۔ اپنے ساتھیوں کی طرف اپنے زخمی پاؤں کے ساتھ گھسٹنے لگا۔ پھر وہ حوض کی طرف مڑ گیا اور اس میں جا گھسا، چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کرے۔ اسی وقت حضرت حمزہؓ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی اس کو قتل کر دیا۔

پھر اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صف سے جدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لئے للکارا تو اس کی طرف انصار میں سے تین نوجوان نکلے جو حضرت عوفؓ اور معوذؓ حارث کے بیٹے جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبد اللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں، تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ پھر ان میں سے ایک للکارنے والے نے للکارا کہ اے محمد ﷺ ہماری طرف ہماری قوم کے ہمسر لوگوں کو بھیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عُبیدہ بن الحارثؓ اٹھو، حمزہ اٹھو، اے علی اٹھو۔ جب یہ حضرات اٹھے اور ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو حضرت عبیدہؓ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور حضرت علیؓ نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم عزت و بزرگی میں ہمارے ہمرتبہ

لوگ ہو۔ تو حضرت ابو عُبیدہؓ جو تینوں میں بڑی عمر کے تھے عتبہ بن ربیعہ کے مقابلے کے لئے نکلے، اور حضرت حمزہؓ نے شیبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا اور حضرت علیؓ نے ولید بن عتبہ کا مقابلہ کیا۔ حضرت حمزہؓ نے تو شیبہ کو مہلت ہی نہ دی اور اس کو قتل کر دیا رہے حضرت علیؓ تو انہوں نے بھی ولید کو مہلت نہ دی اور اسے قتل کر ڈالا۔ البتہ حضرت عبیدہؓ اور عتبہ کے درمیان مقابلہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ایک ضرب لگائی۔ دونوں نے اپنے مقابل کو گھائل کر دیا۔ پھر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنی اپنی تلواروں کے ساتھ عتبہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کو انہوں نے قتل کے گھاٹ اُتار دیا اور اپنے ساتھی حضرت عُبیدہؓ کو اٹھا لائے اور ان کو ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔

سوم یہ کہ اس جنگ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام یا حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں میرے اور حضرت ابو بکرؓ کے لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دائیں طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے کی طرف حضرت میکائیل علیہ السلام رہیں گے اور اسرافیل علیہ السلام بڑی عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ جنگ کے وقت جن لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور جنگ کے بعد محمد بن اسحٰق نے ایسے کئی لوگوں کا ذکر کیا ہے بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور اختلاف کے ساتھ۔



ابو بکر نے ابراہیم بن عُبید بن رفاعہ بن نافع انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اُن کے دادا سے روایت کی ہے کہا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو بعض لوگوں نے لوگوں کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ تو سب ٹھہر گئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور اُن کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو گم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ابو الحسن (یعنی علیؓ) نے پیٹ میں کچھ تکلیف محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو گیا تھا (کہ مبادا کوئی چھپا ہوا دشمن غفلت میں نہیں گزند نہ پہنچا دے)۔

## ۱۱۔ خاتونِ جنت سے شادی:

ان کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس ضمن میں انہیں عزت افزائی اور مراتب عظیمہ سے نوازا۔ ابو عمر نے عُبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کیا جنگ اُحد کے بعد اور حضرت فاطمہؓ کی عمر ان کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی اور حضرت علیؓ کی عمر اس وقت اکیس سال اور پانچ ماہ تھی۔

کاتب حروف (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) فرماتے ہیں لگتا ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح غزوہ اُحد کے بعد ہوا ہے تردد ہے، اس لیے

کہ پھر حضرت علی مرتضیٰؓ کا حضرت فاطمہؓ سے واقعہ اُحد میں یہ کہنے میں کیا حکمت ہو گی کہ اغسلي عني الدم (مجھ پر سے یہ خون دھو دو) ومتاعد امام نسائی، ۱۰۱ حاں میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے رمضان ۲ ھ میں نکاح کیا اور ذوالحجہ میں رخصتی ہوئی اور غزوہ احد شوال ۳ ھ میں ہوا اس لیے محمد بن اسحاق کی یہ روایت کہ نکاح غزوہ احد کے بعد ہوا صحیح نہیں ہے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ غزوہ بدر کے بعد نکاح ہوا کیونکہ رمضان ۲ ھ میں غزوہ بدر ہوا ہے اور اسی ماہ کے آخری ایام میں نکاح ہوا (مترجم)۔

امام نسائی نے خصائص حضرت علی رضی اللہ عنہ میں عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے انہوں نے اپنے والد سے، کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے لیکن جب حضرت علی سلام اللہ علیہ نے پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے اُن سے نکاح کر دیا۔ اور نیز نسائی نے اسماء بنت عمیس (اسماء بنت عمیس پہلے زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفرؓ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے جو ۸ ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تھے ان کے بعد ان سے حضرت ابوبکرؓ نے نکاح کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد ان سے حضرت علیؓ نے نکاح کر لیا) سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی کے وقت موجود تھی۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ام ایمن نے دروازہ کھولا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی زبان میں لثغہ تھا (لثغہ کے معنی ہیں کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف بولنا۔ سین کو ثاء اور ... بولیں۔ ایسی زبان والے کو الثغ کہتے ہیں) اور عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی آواز سنی تو ... ایک طرف ہوگئیں۔ (راوی نے) کہا احتبئن (چھپ گئیں) اور



میں بھی ایک گوشہ میں چھپ گئی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر حضرت علی سلام اللہ علیہ آئے تو ان کو نبی ﷺ نے دعا دی اور ان کے اوپر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس حضرت فاطمہؓ کو لاؤ تو فاطمہ سلام اللہ علیہا آئیں وہ اپنے اوپر شرم سے ایک دامن ڈالے ہوئے تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور ان کو دعا دی اور ان پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے کچھ سیاہی سی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ اسماء ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنت عمیس؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی میں موجود تھی اور تو اس کی عزت کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں' وہ کہتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ مجھے دعا دی۔

### ۱۲۔ غزوہ احد میں بہادری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ معرکہ اُحد میں بڑے بڑے فضائل اُن کے حصہ میں آئے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر جو کہ آنحضرت ﷺ کے علمبردار تھے جب ان کو مرتبہ شہادت حاصل ہو گیا تو جناب اقدس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی مرتضیٰ کو جھنڈا دیا چنانچہ آپ نے ان کی جانب میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگئے اور جس نے ان کو شہید کیا وہ قبیصہ بن قمیہ لیثی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ یہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔

پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوٹا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ وہ مصعبؓ بن عمیر تھے جو شہید کر دیے گئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب کو دیا اور اس موقع پر حضرت علی بن ابی طالب نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کے طور پر خوب داد شجاعت دی۔

ابن ہشام سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے مسلمہ بن علقمہ مازنی نے بیان کیا کہ غزوہ اُحد میں جب جنگ نے شدت اختیار کی اور رسول اللہ ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے آکر بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور حضرت علیؓ آگے بڑھے اور کہا کہ میں ابو القصم ہوں (ابن ہشام کی اس روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابو الفصم ہے۔ قصم کے معنی ہیں: ہلاک کرنا، توڑنا، الگ الگ کر دینا، اور فصم کے معنی ہیں کھانا، چبانا، دانتوں سے توڑنا۔) تو ان کو ابو سعد بن طلحہ نے للکارا جو مشرکین کا جھنڈا لئے ہوئے تھا کہ اے ابو القصم کیا مقابلے پر آنے کی ہمت ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں مدمقابل ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس پر ایک ضرب لگائی اور اس کو پچھاڑ دیا۔ مگر پھر اس سے پلٹ گئے اور اس کا کام تمام نہ کیا۔ حضرت علیؓ سے ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے اسے ختم کیوں نہیں کیا۔ تو فرمایا کہ اس نے میرے سامنے اپنا ستر کھول دیا تھا تو مجھے رحم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اس کو قتل ہی کر دیا ہے۔



ایک اور روایت میں ہے کہ ابو سعید بن طلحہ دونوں صفوں کے درمیان نکلا اور اس نے للکارا کہ میں ہوں گردن توڑنے والا، میرے مقابلے پر کون آئے گا؟ تو کوئی بھی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا۔ تو اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے مقتول جنت میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ لات اور عزیٰ کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لئے تم میں سے کوئی تو نکلتا۔ اس موقع پر حضرت علیؓ بن ابی طالب اس سے مقابلے کے لئے نکلے۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو دو وار کرنے کی نوبت آئی کہ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کفار کے مقتولین کے ناموں کی فہرست میں ایک جماعت شمار میں آتی ہے جن کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

اور جب ابتلاء و امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہ کرام اس واقعہ میں درجۂ شہادت پر پہنچ گئے اور صحابہ کو اس ہنگامہ میں آنحضرت ﷺ کے متعلق کچھ خبر نہ تھی اور جب آنحضرت ﷺ گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اس جماعت میں حضرت علی مرتضیٰ بھی شامل تھے۔ ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں نے پہچان لیا تو وہ آپ ﷺ کی طرف چل پڑے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ احد کی گھاٹیوں کی طرف چل دیے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت حارثؓ بن الصمہ اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔

پھر آرام کی گھڑی ٹل جانے کے بعد خون دھونے کے لئے پانی لانے کی خدمت بھی حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے انجام پائی۔ صحیح بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ ﷺ کے زخم کو دھو رہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کس دوا آپ ﷺ کو لگائی گئی تھی فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ اس کو دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے پھر جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون پر کچھ اثر نہیں کر رہا اور اس سے خون کا بہاؤ تیز ہو رہا ہے تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا اور اس کو زخم پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ ابن اسحق نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دے، واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے بھی ان کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی لے لو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ اس نے بھی مجھے آج بڑی خوبی دکھائی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم نے حسن خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے واللہ تمہارے ساتھ سہلؓ بن حنیف اور ابودجانہؓ نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے [ترجمے کو بعض لوگوں نے منفی مفہوم میں لیا ہے۔ کہ اے علیؓ اگر تم نے جنگ میں شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں تو کیا ہوا سہلؓ بن حنیف اور ابودجانہؓ نے بھی تو اس کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصد حضرت علیؓ کی تنقیص نہیں بلکہ تعریف کرنا تھا۔ تاہم



وہاں موجود ان کے دو ساتھیوں کو بھی اس تعریف میں شامل کر کے انصاف پسندی کا مظاہرہ کیا] ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی کہ ابن ابی نجیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی "لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" الخ یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔

## ۱۳۔ غزوۂ خندق میں:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں جب کفار قریش میں سے چند لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت علی مرتضیٰ نے عمرو بن عبدود کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ان لوگوں نے خندق کے ایسے مقام کا انتخاب کیا جو تنگ تھا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی تو وہ اس میں گھس گئے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو اس شور زمین پر کدایا جو خندق اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے اور ان کو اس حد پر جہاں سے ان لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو اندر گھسایا تھا روک دیا، اور گھڑ سوار ان کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عمرو بن عبدود نے غزوۂ بدر میں جنگ کی تھی اور اس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ غزوہ احد میں شریک نہیں ہوا تھا پھر جب غزوہ خندق کا وقت آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلا تا کہ لوگ اس کا مقام پہچان لیں۔

پھر وہ اور اُس کے سوار ٹھہر گئے اور اس نے اعلان کیا کہ اس کا مقابلہ کون کرے گا؟ حضرت علیؓ بن ابی طالب اُس کی طرف آگے بڑھے اور اس سے کہا کہ اے عمرو! تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ قریش میں کا کوئی شخص جب دو اہم کاموں میں سے ایک کی طرف تجھے دعوت دے گا تو تو اس کو ضرور قبول کرے گا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ پھر اس سے حضرت علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام لانے کی طرف۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے نیچے اتر۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کروں، تو اس سے حضرت علیؓ نے کہا کہ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کر دوں۔ یہ سن کر عمرو جوش میں آگیا اور فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے کود پڑا اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر اور پھر اس کے منہ پر تلوار ماری۔ پھر حضرت علیؓ بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے تمام گھڑ سوار ساتھی بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پھاند گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے اس واقعہ سے متعلق یہ اشعار کہے

| | |
|---|---|
| نصر الحجارة من سفاهة رأيه | ونصرت رب محمد بصواب |
| فصددت حين تركته متجدلا | كالجذع بين دكادك وروابي |
| وعففت عن أثوابه ولو انني | كنت المقطر بزّني أثوابي |



| | |
|---|---|
| لا تحسبن الله خاذل دينه | ونبيه يا معشر الاحزاب |

(ترجمہ) اُس نے پتھروں (یعنی بتوں) کی اپنی عقل کے بھدے پن کی وجہ سے مدد کی اور میں نے اصابت رائے کے ساتھ رب محمد کی مدد کی پھر میں اس وقت واپس لوٹا جب میں نے اُس کو پچھاڑ دیا جیسے ریت اور ٹیلے کے اوپر کھجور کا تنا پڑا ہوا ہو۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ میرے کپڑے کھسوٹ لیتا۔ اے (مشرکین کے) گروہو! ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے نبی کو رسوا کرنے والا ہے [عربوں میں رواج تھا کہ وہ دشمن کو قتل کر کے اس کے کپڑے اتار لیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس رسم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار نے نبی کریم ﷺ کو عمرو بن عبدود کی لاش واپس کرنے کے لئے خطیر رقم کی پیشکش کی، مگر آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ لیا اور بلا معاوضہ لاش واپس کر دی]

## ۱۲۔ غزوہ بنو قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

پھر بنو قریظہ کے محاصرے کے وقت ان کے قلعہ سے اتر آنے کے اسباب میں سے ایک سبب حضرت علیؓ کی مستعدی بھی تھی۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اہل علم میں سے ایک ایسے شخص نے روایت کی ہے جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے جب کہ وہ کتیبۃ الایمان پر بنو قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ اور حضرت زبیرؓ بن العوام آگے بڑھ گئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ میں وہ ذائقہ اس کو ضرور چکھاؤں گا جو حضرت حمزہؓ نے اس کو چکھایا تھا ورنہ میں ان کے قلعہ کو ضرور فتح کر کے رہوں گا۔ جس کے بعد بنو قریظہ کے یہودیوں نے کہا ہے

محمد ﷺ پھر وہ حضرت سعدؓ بن معاذ کے فیصلے پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہو گا وہ ہمیں منظور ہے) وہ قلعوں سے نیچے اتر آئے تھے اس موقع پر ان کی بد عہدی کی بنا پر حضرت سعدؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے لڑنے کے قابل تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔

## ۱۵۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات:

ان کے مناقب میں سے ایک مرتبہ یہ ہے کہ وہ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے اور صلح نامہ ان ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ وہی اس صحیفہ (صلح نامہ) کے کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں آپ نے حضرت علیؓ مرتضی کے ساتھ منتظر خلافت کا معاملہ فرمایا۔ نسائی اور حاکم نے روایت کی ہے، اور الفاظ نسائی کے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی ہیں اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ عقل و سمجھ کی باتوں سے دلچسپی ہے۔ وہ تو صرف ہمارے مال و متاع کو چھوڑ کر یہاں بھاگ آئے ہیں آپ ﷺ ان کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا ہے بیشک یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ



انہوں نے سچ کہا ہے بیشک یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش واللہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کر چکا ہے اور وہ تم سب کو یا تم میں سے کچھ کو دین پر ضرور مارے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ وہ ہے جو جوتے گانٹھ رہا ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا جوتا دیا تھا جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔ [غالباً یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں پیش آیا۔ یعنی ۶۔۸ھ کے درمیان]

## ۱۶۔ غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے دوران خیبر کے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ہاتھ میں دیا اور اس کی طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کو آپؓ نے فتح کر لیا۔

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے بریدہ بن سفیان نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے جنگ کی اور واپس آگئے مگر فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ انہوں نے خوب کوشش کی تھی پھر

دوسرے دن حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے جنگ خوب کی اور واپس لوٹ آئے مگر ان کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہوئی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں وہ بار بار حملے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا تو ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور پھر فرمایا کہ یہ جھنڈا لو اور روانہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ راوی کہتے ہیں کہ سلمہ نے بیان کیا کہ وہ اس کو لیکر خوب جھپٹتے ہوئے نکلے اور ہم اُن کے پیچھے ان کے قدم بقدم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پتھر کی بجری کے ٹیلے میں گاڑ دیا۔ یہودیوں نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب ہوں کہا کہ یہ سن کر یہودی کہنے لگے کہ قسم ہے اس کتاب کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تم عالی مرتبہ ہو گئے (یا جو انہوں نے کہا) اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اس وقت تک نہیں لوٹے جب تک کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ نے قلعہ نہ فتح کر دیا۔ [دوسری روایت میں ہے کہ جنگ خیبر میں حضرت علیؓ کا مقابلہ مرحب نامی مشہور یہودی پہلوان سے ہوا تھا اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر کے یہ قلعہ فتح کر لیا تھا]



ابن اسحقؒ نے مجھ سے روایت کی اُن سے عبد اللہ بن حسنؒ نے ان سے ایک ثقہ شخص نے ان سے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نکلے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیکر بھیجا تھا۔ پھر جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو وہاں کے لوگ آپؓ کے مقابلے پر آئے تو ان سے حضرت علیؓ نے جنگ کی۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو آپؓ نے ایک دروازہ جو قلعہ کے قریب تھا اٹھا لیا اور اُس کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا لیا اور جب تک آپؓ جنگ کرتے رہے وہ دروازہ برابر آپؓ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھوں پر قلعہ فتح کر دیا۔ پھر انہوں نے اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے نیچے رکھ دیا پھر جب وہ فارغ ہو گئے تو خدا کی قسم مجھ سمیت سات آدمی اُس دروازے کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہو سکے۔ امام بخاری نے حضرت سلمہؓ بن الاکوع سے روایت کی ہے، کہا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر (اسی سال میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے۔ تو جب ہم نے وہ رات گذاری (جس کے بعد) قلعہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا یا (یہ فرمایا) کل جھنڈا ایسا شخص لے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کو فتح دے گا۔ تو ہم سب امید

کر رہے تھے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے ان کو فتح دے دی۔

۱۷۔ غزوۂ عمرۃ القضاء میں:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ عمرۃ القضاء میں حضرت علی مرتضٰیؓ اور حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو حضور ﷺ نے ہر ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ذوالقعدہ میں نبی ﷺ نے عمرہ ادا کر لیا [صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور کفار کے بیچ جو معاہدہ طے پایا تھا اس کی رو سے مسلمانوں کو آئندہ برس مکہ مکرمہ آنے کی اجازت ملی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں آ کر تین دن تک قیام کیا۔ اس وقت حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہو چکے تھے۔ جس کی بناء پر یہ واقعہ پیش آیا] اور تین دن کی مدت گذر گئی تو نبی ﷺ واپسی کے لئے نکلے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی نے آپ کا پیچھا کیا وہ اے چچا اے چچا کہکر آوازیں دے رہی تھیں [حضرت حمزہؓ نسب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، لیکن رضاعی اعتبار سے بھائی تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اور حضرت حمزہؓ نے اور حضرت زید بن حارثہ نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا، اسی بنا پر زید بن حارثہ نے اس لڑکی کو اپنی بھتیجی فرمایا اور آپ ﷺ نے زیدؓ کو اپنا بھائی کہا۔ تو اس کو حضرت علیؓ مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لے آئے اور ان سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ میں اس کو لے آیا ہوں۔ پھر اس پر حضرت علیؓ



اور حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؓ نے کہا میں اس کو لے کر آیا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؓ بولے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی اس کی خالہ ہے۔ جبکہ حضرت زیدؓ بولے یہ میری بھتیجی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے مجھ سے مشابہ ہے اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولی ہے [یہاں مولی بمعنی ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد محل استقامت میں ہے اسی لئے اس جملہ سے زیدؓ خوشی سے رقص کرنے لگے تھے۔ لمعات]

۱۸۔ نصارائے نجران کے ساتھ مباہلہ، حضرت علیؓ کا اعزاز:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا معاملہ پختہ ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضٰیؓ، حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو مباہلہ کے لئے بلایا۔ ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی " نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ " "یعنی ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیں اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو" آخر تک۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلا لیا اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں [مباہلہ کے لفظی معنی ایک دوسرے کو بددعا دینے کے ہیں، مگر اس موقع پر اس کی نوبت نہیں

آئی اور وفد نجران میں موجود ان کے مدمقابل پادری بھی ایسا کرنے سے دور رہے۔ حسن پرامید ہے۔ آنحضور ﷺ کی غیر مشروط اطاعت قبول کرلی]

## ۱۹۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات:

ان میں سے ایک یہ کہ جب فتح مکہ کے لئے حملہ کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ خط جو حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے کفار قریش کے نام لکھا تھا اس کے لے جانے والی عورت کے قبضہ سے نکال لائیں۔ امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا اور فرمایا کہ تم تینوں روانہ ہو جاؤ جب تم روضہ خاخ پہنچو گے تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے چھین لے آؤ تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے دیکھتے کیا ہیں کہ یہاں ایک مسافر عورت موجود ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا پڑے گا ورنہ ہم تیری تلاشی لیں گے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس نے اپنے بالوں کی مینڈھیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔

پھر جب کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ سے جو بنو خزرج کے علمبردار تھے ایسا کلمہ صادر ہوا جو نبی اکرم ﷺ کو پسند نہ آیا تو آپ ﷺ نے جھنڈا ان سے لے کر حضرت علیؓ مرتضیٰ کو دے دیا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا



کہ سعدؓ کا جب داخل حرم کی طرف رخ پھیر گیا تو انھوں نے کہا کہ آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی جائے گی۔ تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یہ بات بتادی، تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سن لیجئے جو کچھ سعدؓ بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہو گی تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم اس سے جھنڈا لے لو اور تم علمدار رہو، مکہ میں اس کے ساتھ داخل ہونا۔

ابن اسحٰقؒ نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں جا کر بیٹھے اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کنجی ان کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سقایہ (یعنی پانی کے انتظام) کے ساتھ حجابہ (کعبہ کی دربانی) بھی ہم کو دیدیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ تو ان کو بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ اپنی کنجی سنبھالو۔ آج نیکی اور وفاء عہد کا دن ہے۔

## ۲۰۔ بنو خزیمہ کی طرف حضرت علیؓ کی روانگی:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بنی خزیمہ کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا تھا۔ تو اس برائی کے تدارک کے لئے ان کے پیچھے آپ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کی، کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ اے علیؓ تم اس قوم کی طرف سفر کر کے جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے رواج کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالو (انصاف کی رعایت رکھنا) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور ان کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا تھا چنانچہ انہوں نے ان کے مقتولوں کے خون کی دیت ادا کی اور اس کی بھی تلافی جو ان کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان کے کتوں کا بھی خون بہا دیا اس حد تک کہ جب ان کے خون بہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہو چکا) اور ان کے ساتھ جو مال تھا اس میں سے کچھ بچ گیا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ان سے کہا کہ کیا تمہارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچا ہوا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطور احتیاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو ان کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں یہ کام پورا کرا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب حال بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے نیچے کا حصہ نظر آنے لگا تھا فرمایا یا اللہ میں آپ کے سامنے بری الذمہ ہوں۔



## ۲۱۔ غزوۂ حنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی:

ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ غزوہ حنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں ثابت قدم رہنے والوں کی جماعت میں موجود رہے۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ جو لوگ مہاجرین میں سے جمے رہے وہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عباسؓ، حضرت ابو سفیانؓ اور ان کا بیٹا اور فضلؓ بن ربیعہ بن حارثؓ اور اسامہؓ بن زید اور ایمنؓ بن ام ایمن عبید تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمر نے عبد الرحمٰن بن جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ اس دوران میں قبیلۂ ہوازن کا وہ شخص جو صاحب علم تھا اپنے اونٹ پر چڑھا بڑی حرکات میں کر رہا تھا، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار کے ایک شخص نے اس پر حملہ کرنا چاہا، کہا تو حضرت علیؓ اس کے پیچھے آئے اور اس کے اونٹ کی دونوں کوچوں پر تلوار ماری تو اونٹ اپنی سرین کے بل گر پڑا تو انصاری نے کود کر اس شخص پر پوری قوت سے ضرب لگائی اور اس کی ٹانگ کو نصف پنڈلی تک کاٹ دیا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے گر گیا اس طرح میدان مسلمانوں کے حق میں فتح ہو گیا]

## ۲۲۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کا قائم مقام:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے متعلقین کی خبر گیری کے لئے حضرت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ضمن میں ایک عظیم بزرگی سے آپ کو مشرف فرمایا۔

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنے متعلقین پر جانشین بنایا اور ان کو ان میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو منافقین نے حضرت علیؓ کے متعلق پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا انہوں نے کہا کہ انہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر بار سمجھتے ہوئے اس سے ہلکا ہونے کے خیال سے، ان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تو جب منافقوں نے ایسا کہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اٹھا کر نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے جب کہ آپ ﷺ مقام جرف (جو مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) میں اتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ منافقین نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنے اوپر بار سمجھ کر پیچھے چھوڑا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبر گیری کرتے رہنا اور پھر فرمایا اے علیؓ کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہی ہو جو حضرت ہارون کا مرتبہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔



## ۲۳۔ ۹ ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنایا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے تو سورۂ براءۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تبلیغ کے لئے حضرت علی مرتضیٰ کو حکم فرمایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا۔

احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو سورۂ براءۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا نبی اللہ میں نہ تو خوش تقریر ہوں اور نہ ہی خطیب، فرمایا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اس کو میں لے کر جاؤں یا تم لے کر جاؤ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں ہی روانہ ہو جاتا ہوں۔ فرمایا تم جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان میں خوب برکت دے گا اور تمہارے قلب کو صحیح راہ پر رکھے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علیؓ کے منہ پر رکھا۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۂ براءۃ نازل ہوئی آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے تا کہ وہ لوگوں کو حج کرائیں آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اس سورۃ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیں تو وہ لوگوں کو سنا دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری

طرف سے بجز میرے اہل بیت کے اور کوئی اس اعلان کو ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براءۃ کے اس ٹکڑے کو تم لے کر جاؤ اور حج اکبر کے دن جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے اور جس کا رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ ہے تو اس کو معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی "عضباء" نامی ناقہ پر بیٹھ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ سے راستہ ہی میں جا ملے۔

جب انھوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو حضرت علیؓ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل پڑے تو حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی شریعت کے مطابق لوگوں سے مناسک حج ادا کرائے تھے) اور عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی ان منزلوں میں پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایام جاہلیت میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم نحر (۱۰ ذوالحجہ) آیا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں ان باتوں کا اعلان کیا جن کا حکم ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا چنانچہ انہوں نے کہا اے لوگو! کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ کوئی شخص ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو مدت معاہدہ تک اس کو حسب سابقہ آزادی ہوگی اور لوگوں کے



لئے جن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت ہے تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں لوٹ جائے۔ پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی ذمہ نہ رہے گا۔ مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی معینہ مدت تک ہو تو وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس سال کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک معینہ مدت تک کے لیے تھا ان سے متعلق جو اعلان ہوا وہ سب ماخوذ سورۃ براءۃ سے تھا۔

## ۲۴۔ حضرت خالد بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لئے تقرری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کو حضرت خالد سے خمس وصول کرنے کے لیے یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالد بن ولید کو معزول کر دیا۔ اس دوران میں حضرت علی مرتضیٰ کی کوششوں سے اس علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح ہوا۔ اس دوران میں حضرت علی مرتضیٰ کی بابت حضرت خالد کے بعض لوگوں کے دل میں کچھ ملال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضےٰ کے حق میں بے پایاں الطاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپ کی شکایت پر جھڑکا اور اس سے منع کیا۔

ترمذی نے حضرت براءؓ بن عازب سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یمن کی طرف دو لشکر روانہ کئے۔ ان میں سے ایک پر حضرت علیؓ بن ابی طالب کو امیر بنایا اور دوسرے پر حضرت خالدؓ بن الولید کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ جب جنگ ہونے لگے تو علیؓ امیر ہوں گے (کل لشکر کا)۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں حضرت علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لونڈی کو خود لے لیا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی ﷺ کے پاس بھیجا جس میں حضرت علیؓ کی برائی لکھی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ نے خط پڑھا تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس شخص کے بارے میں کیا رائے قائم کی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے۔ میں تو صرف ایلچی ہوں۔ تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ [اس واقعے کا ذکر متعدد روایات میں ہے۔ اور چونکہ حضرت خالدؓ بن ولید حضرت علیؓ کے مخالف تھے اس لئے جب یہ واقعہ وقوع میں پیش آیا [illegible] تو حضور ﷺ حضرت علیؓ سے مسرور بھی تھے حضرت علیؓ کو روایات ثابت کرتے ہیں مگر یہاں معاملہ مختلف ہو۔ حضرت علیؓ کی حمایت اور ان کی تعریف و توصیف کا جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے قانون کے مطابق عمل کیا تھا]

ابن اسحق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے روایت کی انہوں نے اپنی پھوپھی زینبؓ سے اور وہ ابو سعید خدری کے پاس تھیں کہتے



ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو وہ سخت ہے اللہ کی ذات میں یا (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔

## ۲۵۔ حضرت علیؓ کی یمن کے قاضی کے طور تقرری:

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو یمن کا حاکم بنایا تو آداب قضا تعلیم فرمائے اور دعا کی کہ قضا ان پر مفتوح (یعنی سہل) ہو جائے۔ احمد بن حنبل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ ﷺ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں اور مجھے قضا کا علم بھی نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے اور جمائے رکھے۔ جب تیرے پاس دو خصم آئیں تو اول کے لیے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے بھی بات نہ سن لو۔ یہ بات صحیح فیصلہ کے تم پر ظاہر ہونے کے زیادہ لائق ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ (اس کے بعد جب تک زندہ رہا) میں ہمیشہ قاضی بنا رہا اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کے بعد فیصلوں نے مجھے کبھی عاجز نہیں کیا۔

## ۲۶۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علیؓ کے اعزازات

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے۔ انہوں نے وہیں سے حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت ﷺ سے پہلے پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا اہللت بما اہل۔ اس کا معنی ہے کہ میں نے اس چیز کا احرام باندھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے اور قربانی کے بہت سے جانور ساتھ لے کر مکہ مکرمہ میں آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدی میں اپنے ساتھ شریک کر لیا۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن الحارث الکندی سے روایت کی ہے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر تھا۔ اور آپ ﷺ قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے پاس ابوالحسن (حضرت علیؓ) کو بلاؤ۔ تو حضرت علیؓ بلائے گئے ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھری کے نیچے کا حصہ تم پکڑو اور اس کے اوپر کا حصہ خود رسول اللہ ﷺ نے پکڑا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح کیا۔ پھر جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ خچر پر سوار ہوئے اور حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور جب آپ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر خم میں آپ ﷺ نے خطبہ دیا جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم و ابوعمر وغیرہ نے روایت کی اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں، زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اترے تو آپ ﷺ نے سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف



کردی گئیں۔ فرمایا میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے واپس بلا لیا گیا ہے اور میں نے دعوت قبول کر لی ہے، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے خاندان کے لوگ تو تم غور کرو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے اور وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا آقا (مولیٰ) ہے اور میں ہر مومن کا آقا (مولیٰ) ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا آقا (مولیٰ) ہوں علیؓ بھی اس کا آقا (مولیٰ) ہے۔ یا اللہ تو اس سے محبت کر جو علیؓ سے محبت کرے اور اس سے عداوت کر جو علیؓ سے عداوت کرے۔ [غدیر خم بتشدید میم، مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور اس کے قریب ایک بڑا چشمہ ہے اور اس میں سیڑھیاں ہیں اس کو غدیر خم کہتے تھے۔ سیڑھیاں [illegible] آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں نے صاف کر دیا تو آپ ﷺ ان پر بیٹھ گئے۔ خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ذکر اس لیے فرمایا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ یمن گئے تھے ان کو آپ ﷺ سے کچھ شکایتیں تھیں۔]

## ۲۷۔ وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

اس میں سے ایک امر یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم فانی سے عالم اعلیٰ کو انتقال فرمایا تو حضرت علی مرتضیٰ نے جماعت اہل بیت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور دفن کی خدمت سرانجام دیں۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ہمارے اصحاب میں سے عبداللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبداللہ وغیرہ ہما نے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، حضرت فضلؓ بن عباس، حضرت قثم بن عباسؓ، اسامہؓ بن زید اور شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اور یہ کہ اوس بن خولی انصاری نے جو بنو خزرج کا ایک شخص تھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم کو بھی حصہ دیجئے جب کہ وہ اس سے قبل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور اہل بدر میں سے بھی۔ حضرت علی نے کہا ادھر آجاؤ تو وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں شریک ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوران غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے سہارا دیا اور حضرت فضلؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت قثمؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلٹا رہے تھے اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت شقرانؓ جو دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پانی ڈال رہے تھے، اور حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ سے



سہارا بھی دے رہے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص تھی، پیچھے کر میں کسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتے تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے بدن) پر نہیں لگا رہے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے میرے باپ اور ماں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کس قدر پاکیزہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو عام طور پر میت میں دیکھی جاتی ہیں۔

پھر ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں اترے وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباسؓ و حضرت قثم بن عباسؓ اور حضرت شقرانؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

## حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی احکامِ اسلامی میں سبقت سے متعلق اور اسی طرح روایات جو آپؓ کے فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر کے یہاں ان کو لکھ دیں۔

حاکم نے امام احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے جتنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔

بندہ ضعیف (شاہ ولی اللہ دہلوی) کہتا ہے کہ اس کا سبب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں دو وجوہ کا اجتماع ہے کہ آپؓ کی اسلامی احکام میں پختگی ہے جیسا کہ

چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے بیان کی ہیں، دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قریبی رشتہ داری ہے، اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رشتہ داری کے تعلق کی مراعات رکھنے میں سب سے بڑھے ہوئے اور حقوق قرابت کو سب سے زیادہ پہچاننے والے تھے۔ پھر جب نسب بانی نے مدد کی اور حضرت علی مرتضیٰ کو تربیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں ڈال دیا تو آپ کا مرتبہ قربت دوبالا ہو گیا اور آپ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ کر دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے نکاح میں دیا تو مزید فضیلت اُن کے شامل حال ہو گئی۔ پھر جب اُن کے ایام خلافت میں اختلاف واقع ہوا، اور اہل زمانہ کے دل اُن سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ صحابہ کرام نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور اُن کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اُس کو صرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی سعی کو قبول فرمائے۔ اس سبب سے اُن کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت وسیع تر ہو گیا۔ کچھ حدیثیں تواتر کے مرتبہ میں اور کچھ دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر جب شیعیت کے فتنہ نے سر ابھارا تو بے باک لوگوں کی ایک جماعت نے بھی حد اعتدال سے پاؤں باہر نکالا اور اپنی بدعت کو مروج کرنے کے لئے، احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں ان کو لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔



خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کریں گے، اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اس کو ہم روایت کریں گے۔

## الف۔ حضرت علیؓ کے فضائل کے متعلق متواتر احادیث:

[متواتر سے مراد ایسی احادیث ہیں جنہیں روایت کے ہر درجے پر کم از کم تین ثقہ افراد روایت کرتے ہوں۔ ایسی احادیث کا مرتبہ حدیث مشہور کے بعد سب سے زیادہ ہے]

### ۱۔ تو میرے لئے ایسے ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام:

یہ حدیث متواتر ہے کہ

انت مني بمنزلة هارون من موسى

تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت علی بن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس وغیرہم نے روایت کی ہے

### ۲۔ اے اللہ علیؓ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر:

اور متواتر احادیث میں سے یہ حدیث بھی ہے

أنا من علي وعلي مني اللهم وال من والاه

میں علیؓ سے (راضی) ہوں اور علیؓ مجھ سے اے اللہ تو اس سے محبت کر جو اس

وعاد من عاداہ — سے محبت کرے اور اُس سے عداوت کر جو اس سے عداوت کرے۔

اس کو حضرت زید بن ارقم، حضرت بریدہؓ، حضرت عمران بن حصین اور حضرت عمروؓ بن شاش وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

## ۳۔ اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں:

متواتر احادیث میں یہ حدیث بھی ہے: کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (۳۳:۳۳) — اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً وباطناً) پاک وصاف رکھے

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پانچوں (حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور خود ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلایا۔ یہ حدیث حضرت سعدؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت واثلہؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت انسؓ بن مالک نے روایت کی ہے۔

## ۴۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری:

متواتر احادیث میں سے یہ بھی ہے: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو غزوۂ فتح خیبر میں جھنڈا عطا کیا اور فرمایا

لأعطين الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ — میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور



ویحبہ اللہ ورسولہ — اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں

اس کو حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت سلمہؓ بن الاکوعؓ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

امام مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے حضرت سعدؓ سے کہا تم کو اس بات سے کیا چیز مانع ہے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ حضرت سعدؓ نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں حضرت علیؓ کو ہرگز برا بھلا نہ کہوں گا۔ ان تینوں میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو ان سے فرمارہے تھے اور (قصہ یہ تھا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علیؓ کو (مدینہ میں) چھوڑ دیا تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنادیا ہے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی — کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں

حضرت ہارونؑ تھے مگر یہ بات ہے کہ
میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ غزوۂ خیبر میں آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (سعدؓ نے) کہا کہ ہم (اگلے دن) اس (جھنڈے) کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ ﷺ کی ہم پر نظر پڑ جائے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کو بلا کر لاؤ چنانچہ وہ ایسی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، لائے گئے تو آپ ﷺ نے اُن کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا اُن کو دیا، پھر اللہ نے ان کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرا دیا۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی "تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ" "آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو بلاؤ" (۳:۶۱) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

۵۔ حضرت علیؓ کے فضائل میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت:

حاکم اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا، کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس نو اشخاص آئے انہوں نے کہا اے ابن عباسؓ یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا پھر ان لوگوں سے الگ ہو کر ہم سے تنہائی



میں گفتگو کریں۔ تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا نہیں بلکہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اس زمانہ میں وہ ابھی نابینا نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ان لوگوں نے بات چیت میں پہل کی تو ہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کیا کہا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عباسؓ اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اس وقت وہ اف وتف (کلمات افسوس) کر رہے تھے کہ یہ لوگ ایسے شخص کی بدگوئی میں پڑ گئے کہ جن میں ایسے دس فضائل ہیں جو ان کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔

۱۔ وہ ایسے شخص کی برائی میں پڑے ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دے کر بھیجوں گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس (جھنڈے) کی سبھی نے امید کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہے، لوگوں نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اور کوئی دوسرا نہیں تھا جو آٹا پیستا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ آئے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں پھونک ماری، اور پھر جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور خاص ان ہی کو دیا۔ پھر حضرت علیؓ صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو لے کر آئے۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا، انہوں نے اُن

سورۃ توبہ سنت ہے لیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو نہیں لے جانا چاہیے مگر ایسے شخص کو جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔"

۳۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ "فرمایا نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا کی اولاد سے کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرے ساتھ موالات کرے گا (اس سے میرا تعلق اور ساتھی ہوگا)؟ اس وقت تمام لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؓ تھے۔

۵۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا (یعنی چادر) لے کر حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے اوپر رکھی اور فرمایا

| | |
|---|---|
| إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳:۳۳) | اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح) ظاہراً اور باطناً پاک وصاف رکھے۔ |

۶۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ شب ہجرت میں حضرت علیؓ نے اپنی ذات کو سخی میں (یعنی نبی ﷺ کی چادر اوڑھی پھر آپ ﷺ کی جگہ سو گئے۔ اور مشرکین یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ



آئے اور حضرت علیؓ (منہ لپیٹے) سو رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ بھی یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی، حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اللہ کے نبی ﷺ تو بیر میمون کی طرف گئے ہیں۔ تو آپ انہیں وہیں جا کر مل لیں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ چلے گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار میں داخل جا ہوئے۔ اور حضرت علیؓ کے اوپر کفار پتھر پھینک رہے تھے جیسا کہ معاملہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے تھے اور حضرت علیؓ (چوٹ کی وجہ سے) پیچ و تاب کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا رکھا تھا اس سے باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی پھر حضرت علیؓ نے اپنے سر سے کپڑا اٹھایا تو انہوں نے کہا کہ تو یقیناً ملامت کے قابل ہے۔ تیرا ساتھی (یعنی محمد ﷺ) تو اف بھی نہیں کرتا تھا اور ہم ان کے پتھر مارتے رہتے تھے اور تو پیچ و تاب کھاتا رہا ہم اس بات کو عجیب خیال کر رہے تھے۔

۷۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ سے حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلوں گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ نہیں۔ تو اس پر حضرت علیؓ رونے لگے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی

نہیں ہے میرے سوا کسی کے لئے جانا مناسب نہیں ہے بجز اس کے کہ تو میرا قائم مقام ہو کر یہاں رہے۔

۸۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ: حضرت علیؓ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو میرے بعد ولی (دوست، محبوب، آقا) ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا۔

۹۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد (کے صحن سے ملے ہوئے مکانوں) کے دروازے بند کر دیئے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا، تو وہ بحالتِ جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے اس لئے کہ وہ ان کا راستہ تھا اور اس کے سوا ان کا اور کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا: کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں جس کا آقا ہوں تو اس کا آقا علیؓ بھی ہے [حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے شروع میں کہا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کے فضائل بیان کریں گے مگر چند ایسے فضائل بھی بیان کر دیئے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ اور بھی ان میں شریک ہیں۔]

۱۱۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحاب شجرہ سے راضی اور خوش ہے [یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، اس میں حضرت علیؓ بھی تھے]۔ پھر اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا جان لیا۔ تو کیا اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ ان سے یعنی حضرت علی سے ناراض ہو گیا ہے؟



۱۲۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حاطب بن ابی بلتعہ کی گردن مار دوں۔ فرمایا تو ایسا کرے گا؟ اور تجھے یہ خبر نہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں پر جھانک کر یہ فرما دیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں اور حضرت علیؓ بھی اہل بدر میں سے ہیں)۔

۱۳۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کو ایسی تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ ان میں سے ایک فضیلت بھی مجھے مل جاتی تو وہ میرے لئے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ آپ سے کہا گیا کہ اے امیر المومنینؓ وہ کیا ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ان کا نکاح ہونا اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں رہنا کہ ان کے لئے اس میں وہ بات حلال ہے (یعنی بحالتِ جنابت مسجد میں داخل ہونا) جو ان کے ہی لئے حلال ہے۔ اور غزوہ خیبر کا جھنڈا۔

۱۴۔ حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ وہ عربوں میں سے کسی میں نہیں ہیں

۱۔ وہ تمام عرب اور عجم والوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

۲۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جن کے ساتھ ان کا جھنڈا ہر معرکہ میں رہا ہے۔

۳۔ اور وہ شخص ہیں جنہوں نے (جنگ احد کے دن جب کہ تمام لوگ بھاگ گئے تھے) آپ ﷺ کے ساتھ صبر کیا تھا۔

۴۔ یہی اور وہ ایسے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو غسل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔

## ۶۔ حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا:

حاکم نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے ابو عبد اللہ جدلی سے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا کوئی اور اسی طرح کا کلمہ۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے

"جس نے علیؓ کو برا بھلا کہا۔ اس نے مجھے برا بھلا کہا۔"

اسی طرح ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہؒ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہا کہ شام والوں میں سے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علیؓ کو گالی دی تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کو پتھر مارا اور کہا کہ اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (۳۳:۵۷) | بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اُن پر لعنت کی ہے اور اُن کے لئے رُسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے |

اگر رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو تمہاری اس بات سے ان کو بھی ایذا پہنچتی۔



## ۷۔ حضرت علیؓ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ تیرے لئے جنت میں ایک محفوظ خزانہ ہے اور بلاشبہ تو اس کی دونوں جانب والا ہے، لہذا تو (اجنبی عورت پر) پہلی (اتفاقیہ) نظر کے بعد دوسری (بالارادہ) نظر نہ ڈال۔ پہلی تو تمہارے لئے معاف ہے، دوسری کا تجھے حق نہیں

## ۸۔ حضرت علیؓ عرب کے سردار:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرے پاس عرب کے سردار کو لاؤ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علیؓ عرب کا سردار ہے۔

## ۹۔ بارگاہِ نبوت سے حضرت علیؓ کے ساتھ خصوصی معاملہ:

عبداللہ بن عمرو بن ہند جملیؒ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے وال

کرتا تھا تو آپ ﷺ مجھے عطا کرتے تھے اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ ﷺ خود مجھ سے بات کی ابتدا کرتے۔

**۱۰۔ حضرت علیؓ کا مسجد میں کھلنے والا دروازہ:**

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں کے دروازے مسجد نبوی شریف میں گذر گاہ کے طور پر کھلتے تھے، تو ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے سوا تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دو۔ اس بارے میں جب لوگوں نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد یقیناً مجھے حکم دیا ہے کہ تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دیا جائے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا۔ تو اس بارے میں تم میں سے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے از خود نہ تو کسی کو بند کیا اور نہ کھولا ہے۔ لیکن مجھے ایک بات کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔

**۱۱۔ حضرت علیؓ علم کا دروازہ:**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے تو جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہئے۔



**۱۲۔ حضرت علیؓ کی پیروی:**

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح کی موت مرے اور ہمیشہ کی جنت میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب کی پیروی کرے کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے ہٹنے نہ دے گا اور نہ گمراہی میں داخل کرے گا۔

**۱۳۔ منافقوں کی پہچان:**

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ ہم منافقین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب سے، نماز سے پیچھے رہ جانے سے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ بغض رکھنے سے پہچانتے تھے۔

**۱۴۔ حضرت علیؓ دنیا سے تونگر تھے:**

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی زوجیت میں دے دیا ہے اور وہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ مال و دولت نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام زمین والوں کو جھانک کر دیکھا اور پھر دو آدمیوں کو برگزیدہ کیا ان دونوں میں سے ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔ حضرت علیؓ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ | آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے۔
(۱۳:۷)

حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ منذر ہیں اور میں ہادی ہوں۔

## ۱۵۔ بارگاہِ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب غضب ناک ہوتے تو سوائے علیؓ بن ابی طالب کے ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ ﷺ سے کلام کرے۔ اور حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سلمانؓ سے کہا کہ آپ کو حضرت علیؓ سے اتنی زیادہ محبت کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ "جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔"

حضرت ابن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اصحاب میں سے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں ہم میں سے ہر ایک اس کا خواہشمند ہوگا کہ وہ ان میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو کہ علیؓ ان میں سے ایک ہے پھر فرمایا سمجھ لو کہ علیؓ ان میں سے ہے۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔



## ۱۶۔ حضرت علیؓ اللہ کے محبوب ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ انصار میں سے کسی شخص کو بھیج دے اور اسے اس کا مصداق بنا دے۔ پھر علیؓ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) اُن سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں لگے ہوئے۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (حضرت علیؓ نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی دعا کو سن لیا تھا تو میں نے یہ چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں سے ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس سے یہ غرابت سے نکل گئی ہے۔

## ۱۷۔ حضرت علیؓ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت:

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ سے فرما رہے تھے کہ اے علیؓ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور تیرا مخلص رہا اور عذاب ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے میں جھوٹ بولا۔

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا وہ تم میں سے سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ علیؓ بن ابی طالب ہے۔ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لایا وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ میں تو اور یہ سونے والا یعنی علیؓ اور وہ دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

## ۱۸۔ جنت تین افراد کی مشتاق ہے:

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں کی یعنی علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ کی مشتاق ہے۔



## ۱۹۔ حضرت علیؓ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوں گے:

حضرت ابن ابی اوفیٰؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس کا بھی نکاح کراؤں یا اس سے نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ بات) عطا فرمادی۔ اور عبد اللہ بن سعد بن زرارہ اپنے والد اسعد بن زرارہؓ سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علیؓ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مومنین کا سردار ہے، متقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والا (یعنی صالحین کا رہبر) ہے۔

اور حضرت علی بن ابی طلحہ سے مروی ہے: کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا مدینہ منورہ میں حضرت حسنؓ بن علی کی طرف جانا ہوا اور ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیج تھے جو حضرت علیؓ کے خلاف بہت بدزبانی کرتے تھے، حضرت حسنؓ نے کہا کہ تو حضرت علیؓ کو بہت گالیاں دیتا ہے تو اس نے کہا، واللہ میں یہ نہیں کرتا فرمایا کہ اگر تو ان سے ملا اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو ان سے قیامت کے دن ملے گا تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے حوض پر (آپ ﷺ کے قریب) پائے گا منافقین کے جھنڈوں کو آپ ﷺ سے روکتے ہوئے ان کے ہاتھ میں عوسج (ایک خاردار درخت) کی ایک لاٹھی ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ ہونے والے نے بیان کی جس کے صدق کی شہادت دی جاتی ہے حضور نبی کریم ﷺ پر جس نے افترا کیا وہ برباد ہو۔

## ۲۰۔ حضرت علیؓ کو سکھائی جانے والی خصوصی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ! میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تو ان کا ورد کرے تو تیری مغفرت کر دی جائے گی علاوہ اس بات کے کہ تیری مغفرت ہو چکی ہے۔

لا الٰہ الا اللہ العلی العظیم لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالی شان صاحب عظمت ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

## ۲۱۔ حضور ﷺ کے دنیا میں سب سے آخری ملاقاتی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے نام پر میں حلف اٹھاتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کے وصال سے قبل) آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؓ تھے۔ اس روز صبح سویرے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ کیا علی آ گیا، کیا علی آ گیا۔ یہ لفظ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ فرمائے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا شاید آپ ﷺ نے ان کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کہتی ہیں کہ پھر کچھ دیر کے بعد



حضرت علیؓ آئے۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کو حضرت علیؓ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر آ گئیں اور دروازے کے پاس آ کر بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کی طرف زیادہ جھک گئے اور ان سے مشورہ کرتے رہے اور ان سے سرگوشی کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ اسی دن انتقال فرما گئے تو آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؓ تھے۔

## ۲۲۔ جنت میں حضرت علیؓ کا باغیچہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے اسی دوران میں ہمارا گذر ایک باغیچے کے قریب سے ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ باغیچہ کیسا اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں تیرا باغیچہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

## ۲۳۔ حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

## ۲۴۔ خانوادۂ نبوی سے لڑائی اور صلح کی حقیقت:

اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے فرمایا کہ جس سے تمہاری لڑائی ہے اس سے میری لڑائی بھی ہے جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے۔

## ۲۵۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت:

اور حضرت بریدہؓ سے روایت ہے: کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ سے تھی اور مردوں میں حضرت علیؓ سے۔

حضرت جمیع بن عمیرؓ سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے یہاں گیا تو میں نے حضرت عائشہؓ کی آواز کو پردے کے پیچھے سے سنا۔ اور میری والدہ حضرت عائشہؓ سے حضرت علیؓ کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تو مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ واللہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان (حضرت علیؓ) سے زیادہ محبوب ہو اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زوجہ (یعنی حضرت فاطمہؓ) سے زیادہ محبوب ہو۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے۔



## ۲۶۔ حضرت علیؓ کو گرمی اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ:

امام نسائی نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے: کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا اور وہ اس وقت ان کے ساتھ جا رہے تھے کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں دو باریک کپڑوں میں نکلتے ہیں جبکہ گرمی میں سخت اور گاڑھے کپڑوں میں نکلتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیبر میں نہیں تھا تو انہوں نے کہا کیوں نہیں میں وہاں تھا کہا کہ (واقعہ یہ ہوا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آگئے۔ اور حضرت عمرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتا ہے اور وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اس وقت میری دونوں آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور کہا کہ اے اللہ گرمی اور سردی کی اذیت سے تو اس کے لئے کافی ہو جا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پس اس کے بعد سے نہ میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ ہی سردی کی۔

## ۲۷۔ حضرت علیؓ کا خاص اعزاز:

ابو جعفر محمد بن علیؒ سے انہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک قوم کے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تو جب وہ اندر داخل ہوئے تو وہ لوگ وہاں سے باہر نکل گئے، اس پر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم ہم کو باہر نکال کر اس کو اندر بھیجا پھر لوٹ کر اندر آگئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا واللہ میں نے اس کو اندر نہیں داخل کیا اور نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اندر داخل کیا اور تمہیں نکالا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ تو میرا مخلص اور امانت دار ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے بیج کو پھاڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا یہ عہد ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ بات کہی کہ درحقیقت مجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور مجھ سے منافق کے سوا کوئی بغض نہیں رکھے گا۔



## ۲۸۔ حضرت علیؓ سے محبت:

حضرت سعید بن عبیدؓ سے روایت ہے: کہ ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تو مجھ سے حضرت علیؓ کے بارے میں نہ پوچھ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے ان کے گھر کی طرف دیکھ۔ اس نے کہا کہ میں تو ان سے بغض رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے گا۔

## ۲۹۔ دربار نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام:

اسی طرح حضرت ابوزرعہ بن عمرو بن جریرؓ سے انہوں نے عبد اللہ بن یحییؒ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اگر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو سبحان اللہ کہہ دیتے۔ اور میں یہ سن کر واپس ہو جاتا اور اگر نماز نہ پڑھ رہے ہوتے تو مجھے اجازت دے دیتے اور پھر میں اندر داخل ہو جاتا۔

حضرت ابوالاسود اور ایک اور شخص سے، انہوں نے زاذان سے روایت کی کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ میں جب سوال کرتا تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات شروع کی جاتی۔

محمد بن اسامہ بن زیدؓ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے علیؓ تو تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے"۔

## ۳۰۔ حضرت علیؓ کی صحت کے لیے زبان نبوت سے نکلنے والی دُعا:

سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث سے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے: کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ میرے گھر پہنچے میں لیٹا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے میرے پہلو پر ٹیک لگائی، پھر مجھے اپنا کپڑا اوڑھایا پھر جب دیکھا کہ مجھے کچھ سکون ہو گیا ہے تو مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو آپ ﷺ واپس تشریف لائے مجھ پر سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ اے علیؓ اٹھو اور میں اٹھا تو میں صحت یاب ہو چکا تھا، گویا مجھے پہلے کوئی بیماری ہی نہ تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ بھی سوال کیا وہ تیرے لئے بھی کیا۔



## ۳۱۔ سرگوشی کرنے کے لیے صدقہ کے حکم کی منسوخی میں حضرت علیؓ کا کردار:

حضرت علی بن علقمہؓ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

| | |
|---|---|
| يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً (۵۸:۱۲) | اے ایمان والو جب تم ہمارے رسول ﷺ سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (مسکین کو) کچھ خیرات دے دیا کرو۔ |

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لوگوں کو حکم دو کہ صدقہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ کتنا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ایک دینار۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ وہ سب اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کتنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو کی تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو تو بہت گھٹانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ (۵۸:۱۳) یعنی کیا تم اپنی سرگوشی سے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تخفیف میری وجہ سے کی گئی۔ [اس آیت کا شان نزول یہ تھا کہ مدینہ منورہ کے منافق بڑی حیثیت جتانے اور لوگوں خصوصاً مسلمانوں پر رعب بٹھانے کے لئے نبی اکرم ﷺ سے "سرگوشی" میں گفتگو

شروع کر دیتے اور اس کے پیچھے کوئی حقیقی مقصد کارفرما ہوتا اس سے یہ حکم دیا کہ جو لوگ آپ ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہتے ہیں وہ پہلے صدقہ دیں لیکن چونکہ منافق صدقہ کرنے میں کمزور تھے اور چونکہ اس حکم کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا اس لئے کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا، متن میں مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ منسوخی کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی رائے کی وحی الٰہی نے تصدیق کر دی۔

## ۳۲۔ خانوادۂ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام:

امام ترمذیؒ، اور عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد المسند میں سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے روایت کی ہے دونوں کہتے ہیں: کہ ہم سے نصر بن علی جہضمیؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن جعفر بن محمدؒ نے کہا، کہ مجھے خبر دی میرے بھائی موسیٰ بن جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد جعفر بن محمدؒ سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علیؒ سے انہوں نے اپنے والد علیؒ بن حسینؓ سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں اپنے دادا علیؓ بن ابی طالب سے "کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔

## ۳۳۔ حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسنؓ کا خطبہ:

اور حاکم نے سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے روایت کی کہتے ہیں۔ ہم سے ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر عقیقی حسنی نے روایت کی، کہا ہم سے اسمٰعیل بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے روایت کی، کہا کہ



مجھ سے میرے چچا علیؓ بن جعفر بن محمد نے روایت کی، کہا مجھ سے حسین بن زید نے عمر بن علی سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد علیؓ بن حسینؓ سے: وہ کہتے کہ حضرت حسن بن علیؓ نے جب کہ حضرت علیؓ شہید کئے گئے لوگوں کو خطبہ دیا۔ تو اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کہا کہ آج رات اس شخص کی وفات ہو گئی جن سے پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے ان کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ ﷺ اپنا جھنڈا ان کو دیا کرتے تھے تو وہ جنگ کرتے تھے اور حضرت جبرئیل ان کے دائیں طرف اور حضرت میکائیل ان کے بائیں طرف ہوتے، جو اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح نہ دے دیتا تھا۔ اور زمین پر انہوں نے نہ تو سونا چھوڑا اور نہ چاندی سوائے سات سو درہموں کے جو ان کے وظیفہ میں سے بچ گئے تھے، ان کا ارادہ تھا کہ اس سے اپنی بیوی کے لئے کوئی خادم خریدیں گے۔ اور امام نسائیؒ نے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا ہے خادماً لاہلہ تک فقط (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادمہ خریدیں گے، تک)۔

پھر کہا اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علیؓ ہوں، میں نبی ﷺ کا بیٹا ہوں، میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے والے چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں کہ حضرت جبرئیل ہماری طرف نازل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی پاس سے اوپر چڑھا کرتے تھے، میں ان گھر والوں میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے

گندگی کو دور کیا اور ان کو کامل طور پر پاکیزہ کر دیا۔ اور میں ان گھر والوں میں سے ہوں جن سے محبت کرنے کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے۔ (۴۲:۲۳)

تو اقتراف حسنہ (نیکی کا کمانا) اہل بیت کی محبت ہے

[اس روایت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اقتراف حسنہ سے مراد صرف اہل بیت کی محبت ہے۔ بلکہ مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اہل بیت یعنی خاندان نبوت سے محبت کرنا بھی اقتراف حسنہ یعنی نیکی کمانے میں شامل ہے اور یہ اعزاز کسی دوسرے خاندان کو حاصل نہیں کہ ان سے محبت کرنا بھی نیکی کمانے کے زمرے میں شامل ہو]۔

## ۳۴۔ انصار کے ہاں منافقوں کی پہچان:

امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم انصار لوگوں کی جماعت منافقین کو اس علامت سے پہچانتی تھی یعنی حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتھ ان کے بغض کی وجہ سے۔

اور حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے علیؓ سے کوئی منافق محبت نہ کرے گا اور کوئی مومن ان سے بغض نہ رکھے گا۔



## ۳۵۔ حضرت علیؓ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ طائف میں حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہوگئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔

## ۳۶۔ حضرت علیؓ کے لیے خاص اعزاز:

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ میرے اور تیرے سوا کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے۔ کہا گیا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ بحالت جنابت مسجد کو راستہ بنائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں کھلنے والے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوائے حضرت علیؓ کے دروازے کے۔ [بعض روایات میں حضرت ابو بکرؓ کے کھڑکی و دروازہ (خوخہ) کا ذکر بھی آتا ہے۔ لیکن حضرت علیؓ کے لیے ان کے سامنے کا دروازہ مسجد میں کھلا رہنے کی اجازت کا ذکر ہے۔ جبکہ حضرت ابو بکرؓ کو کھڑکی دروازہ (خوخہ) مسجد میں کھولنے کی اجازت دی گئی۔

### ۳۷۔ حضرت علیؓ سے محبت و دشمنی:

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نبی امی نے کھول کر بیان کر دیا کہ یہ حقیقت ہے کہ تجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور تجھ سے منافق کے سوا کوئی دشمنی نہیں کرے گا۔

### ۳۸۔ حضرت علیؓ کی زندگی کے لیے دعا:

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے سنا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دیجئے گا جب تک کہ علیؓ کو آپ مجھے نہ دکھا دیں۔

## حضرت شاہ ولی اللہ کا حضرت علیؓ کے اوصاف پر تبصرہ

### ۱۔ شجاعت و حمیت وغیرہ:

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ اور ان کے فضائل کا یہ مجمل بیان ہے کہ اصل جبلت میں آپ اپنے اخلاق قویہ رکھتے تھے جو عالی ہمت جواں مردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت قوت اور حمیت اور وفاء تو بخشش خداوندی نے ان تمام اخلاق کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور اس خلق سے جو آپ رکھتے تھے فیض ربانی کی اس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام پیدا ہو گیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروقؓ اعظم کے مناقب میں واضح کی



جا چکی ہے۔ اور ایک نص میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو جھو (آگے کو یا دائیں بائیں) جھکتے تھے اور جب کسی شخص کا بازو پکڑ لیتے تھے تو اس کا دم بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ وہ سانس لے سکے اور وہ فربہی کے قریب تھے۔ زوردار کلائی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لیے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے آپ نہایت دلیر اور نہایت طاقت ور تھے۔ جب بھی کسی سے کشتی لڑی تو اس کو پچھاڑ دیا، بہادر اتنے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ ہوا آپ (اللہ کی نصرت سے) فتح یاب ہوئے۔

### ۲۔ وفاداری:

آپ کے اخلاق قویہ میں سے ایک وفا تھی جب فیض خداوندی نے آپ کے اس اخلاق کو مہذب کر دیا تو آپ کے لئے "مقام محبت" مسلم ہو گیا۔ جو اثر ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا۔

### ۳۔ دھکیل دینا دشمنوں کو:

آپؓ کے ایسے ہی اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپؓ اپنے ہم چشموں کے ساتھ مقابلے میں اور دشمنوں کو لڑائی میں دھکیل دیتے تھے۔ فیض خداوندی نے اس وصف کو ان کی سوابق اسلامیہ میں صرف فرما دیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہو گیا۔ اور یہ آیہ کریمہ

هذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں باہم اختلاف کیا۔ (۲۲:۱۹)

ان کی دوسری آیت بھی انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

امام بخاری نے روایت کی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے:

انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زانوں کے بل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن اپنا مقدمہ پیش کروں گا (فریاد کروں گا کہ) دشمنوں نے میرے ساتھ ایسی بدسلوکی کی]۔

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی هذٰنِ خَصْمٰنِ الخ" یعنی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلے میں نکلے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ یا ابوعبیدہ بن الحارثؓ اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ۔

## ۴۔ کھرا پن اور شمشیر برہنہ ہونا:

حضرت علیؓ کے اوصاف میں سے ایک وصف ان کا کھرا پن، شمشیر برہنہ ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں کی خوشامد اور مروت کی وجہ سے نہ توڑنا ہے۔ اور بخشش خداوندی نے ان کے اس وصف کو نہی عن المنکر اور حفاظت بیت المال میں صرف کیا۔

حاکم نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی شکایت کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم



میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔

ابو عمرؓ نے اسحٰق بن کعب بن عجرہؓ سے روایت کی انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ اللہ کی ذات کے بارے میں سخت ہے۔

## ۵۔ اپنے مشن کی تکمیل کرنا:

ان کے اوصاف میں سے ایک اپنی قوم اور اپنے چچازاد کی محبت و حمیت میں مثلاً آپ کے کار منصبی کو پورا کرنے کا اہتمام کرنا اور اس کی مدد میں ہمت قویہ کو کام میں لانا ہے، زیادہ تر یہ خصلت شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔

جب فیض الٰہی نے اللہ کا کلمہ بلند کرنے کا داعیہ ان کے نفس کے اندر ڈالا تو طبعی اور جبلی اخلاق میں سے اس خلق نے اس (داعیہ) کی خدمت کی اور اس مفہوم عقلی کو خوب واضح کر دیا تو ان کو ایسا مقام حاصل ہو گیا کہ جس کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موالات سے اور لفظ وصی اور وارث اور ان کی مانند الفاظ سے کی جاتی ہے

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے گا

تو ہر ایک نے کہا نہیں ہم ایسا نہیں کریں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ ان میں سے اکثر سے (یہ سوال کرتے ہوئے) گذر گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کا دنیا و آخرت میں ساتھ دوں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں تو میرا دوست اور ساتھی ہے۔ اور اس حدیث کی تفصیل امام نسائی کی روایت سے حضرت علی مرتضیٰؓ کے مناقب میں گذر چکی ہے۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں حضرت علیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

| | |
|---|---|
| أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (۳-۱۴۴) | یعنی سو اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے یا آپ ﷺ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے۔ |

اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی، واللہ ہم اُلٹے نہیں پھریں گے۔ واللہ اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ ﷺ نے قتال کیا ہوگا میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں بھی وفات پا جاؤں۔ واللہ میں آپ ﷺ کا بھائی اور آپ ﷺ کا ولی اور آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا ہوں اور آپ ﷺ کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہے۔ حاکم نے ابن اسحٰقؒ سے روایت کی ہے کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت قثم ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تمہیں چھوڑ کر حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے وارث کیونکر ہو گئے؟ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے اُن سے مل گئے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے



آپ ﷺ کے ساتھ منسلک رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرطین (حد سے زیادہ کمی کرنے والے) اور مفرطین (حد سے زیادہ بڑھانے والوں) کا فساد واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نصرت حمیت قومی کی بنا پر خالص نہیں ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ استحقاق خلافت میں اخوت نسبی شرط ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبتی رکھنا اور شہوت نفس کو حقیر سمجھنا اور ان کے پیچھے نہ پڑنا۔ ابو عمرؒ روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے ہمدان کے ایک شخص ضرار صدی سے کہا کہ اے ضرار ہم سے حضرت علیؓ کی صفت بیان کرو۔ ضرار نے کہا کہ امیر المومنین آپ مجھے معاف ہی رکھیے۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔

ضرار نے کہا کہ اب اگر ان کا وصف بیان کیے بغیر چارہ نہیں تو سنیئے آپؓ اس قدر صفات والے تھے کہ جن کی انتہا تک رسائی دشوار ہے، آپؓ سخت قوتوں والے تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور ان کی ہر طرف حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اس کی چمک سے وہ بیزار رہتے تھے رات اور اس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور اللہ کے ڈر سے بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات و صفات حق) میں مستغرق رہتے۔ ان کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو، اور ہم

میں عام ساتھیوں کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے۔ جب ہم یہ چاہتے کہ انتظار کریں تو ہمارا انتظار کرتے۔

والله! اس کے باوجود کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے مگر ان کے رعب کی وجہ سے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں، وہ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو پاس بٹھاتے۔ طاقتور جو ناحق پر ہوتا وہ ان سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور ان کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو ان کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے ایسی حالت میں خود دیکھا ہے کہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ و تاب کھاتے تھے جس طرح سانپ کا ڈسا پیچ و تاب کھاتا ہے اور اس طرح روتے تھے جس طرح غم زدہ روتا ہے اور کہتے کہ اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں جس میں رجوع کی گنجائش نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ) تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس زادِ راہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے۔ یہ سن کر امیر معاویہؓ رو پڑے اور انہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسنؓ پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ پھر مجھ سے بولے کہ اے ضرار تجھ کو ان (کے فراق) کا کس درجہ غم ہوگا؟ میں نے کہا اُس عورت کے غم کے برابر جس کے اکلوتے بچے کو اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے۔



ابو عمرو نے عبد اللہ بن ابی الہذیل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ گھر سے باہر آئے اور ان کے بدن پر ایک رے کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کی قمیص تھی جس کی آستین اتنی تھی کہ اگر اسے کھینچا جائے تو ناخن تک پہنچ جائے اور جب اس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے بازو تک پہنچ جائے۔

## ۷۔ حضرت علیؓ کی پرہیزگاری اور بیت المال کے بارے میں اُن کی احتیاط پسندی:

ان میں سے ایک امر آپ کی پرہیزگاری اور مشتبہ چیزوں سے بچنا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہؒ نے ام کلثومؓ بنت حضرت علی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہتی تھیں کہ والد میں نے امیر المومنینؓ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس لیموں لائے گئے اور حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ نے جا کر اس میں سے ایک لیموں اٹھا لیا تو انہوں نے اس کے ہاتھ سے لے لیا اور چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کرا دیا۔

اور ابو عمرؒ نے روایت کی ہے کہ تقسیم اموال کے معاملہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکرؓ کے طریقہ پر چلتے تھے اور جب ان کے پاس کہیں سے مال آتا تو اس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے اور سب تقسیم کرا دیتے اور بیت المال میں اس میں سے کچھ باقی نہ رہنے دیتے۔ بجز اس صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اس دن تھک گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے، اور مالِ فے میں سے اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے مخلص اور مقرب کے

ے کوئی تخصیص کرتے تھے، اور شہروں کے والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے، سوائے ایسے لوگوں کے جو صاحب دیانت وامانت ہوتے، اور جب ان کو کسی کی طرف سے خیانت کی اطلاع پہنچتی تو اس کو یہ لکھ کر بھیجتے

قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ (۱۰:۵۷)

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت نامہ آچکا ہے۔

وَأَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ (۸۶،۸۵)

ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو۔ اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید وعدل) سے نہ نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آئے (تو مان لو) اور میں تم پر پہرہ والا نہیں۔

جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے حساب کا ہے اس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اس شخص کو بھیج دیں جو تم سے اس کو وصول کرے، پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ



بے شک آپ جانتے ہیں کہ میں نے ان کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر ظلم کریں اور نہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔

ابو عمرؒ نے مجمع التیمیؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جو کچھ بیت المال میں رکھا تھا اس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھاڑو دی گئی پھر یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کے لئے قیامت کے دن گواہی دیگی اس میں نماز پڑھی۔ اور ابو عمرؒ نے عاصمؒ بن کلیب سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس اصفہان سے مال آیا تو اس کو سات حصوں (ا ے) پر تقسیم کیا اور اس میں ایک روٹی ملی تو اس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا، اور مال کے ہر جزو پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ ان میں سے کونسا پہلے کو دیا جائے۔

اسی طرح ابو عمرؒ نے معاذ ابن العلاءؒ سے جو ابو عمرو بن العلاءؒ کے بھائی تھے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے، وہ کہتے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں سے میرے حصہ میں اس بوتل کے سوا کچھ نہیں آیا اس کو ہدیۃً میرے پاس دیہاتی کاشتکار نے بھیجا تھا۔ پھر بیت المال کے اندر گئے اور جو کچھ تھا سب تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے وہ کامیاب رہا جس کے پاس ایک ٹوکری ہو اور وہ روزانہ ایک مرتبہ اسی میں سے کھایا کرے۔

ابو عمرؒ نے ابو حیان تیمیؒ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منبر پر دیکھا آپ یہ فرما رہے تھے کہ میری یہ تلوار مجھ سے کون خریدے گا؟ اگر میرے پاس ایک لنگی کی قیمت موجود ہوتی تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ لنگی کی قیمت میں پیش کر دوں گا۔

## ۸۔ تنگی پر صبر کرنا:

ان میں سے ایک تنگی کے ساتھ گزر اوقات پر صبر کرنا اور اس کو اپنے نفس پر گوارا کرنا ہے۔ ابو بکرؒ نے ابو بختریؒ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہؓ بنت اسد سے کہا کہ آپ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی مدد کیجئے اور ان کے لئے باہر کی خدمت مثلاً پانی بھرنے اور ضرورت کی چیزیں لا کر دینے میں اُن کا ہاتھ بٹائیے اور وہ آپ کے سب کام گھر کے اندر کے کر دیا کریں گی مثلاً آٹا گوندھنا، روٹی پکانا اور آٹا پیسنا۔ ابو بکرؒ نے حارثؒ سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ جب (حضرت فاطمہؓ) میرے نکاح میں آئیں اس وقت ہمارے پاس مینڈھے کی ایک کھال کے سوا بچھونے کے لئے کچھ نہ تھا۔

ابو بکرؒ نے ضمرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے لئے گھر کے اندر کے کاموں کا اور حضرت علیؓ کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا فیصلہ کیا۔



احمد بن حنبلؒ نے عطاء بن السائب سے، وہ اپنے والد سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اُن سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکی کے پاٹ، مشکیزہ اور دو گھڑے دیئے۔ ایک دن حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ واللہ میں نے اتنا پانی کھینچا کہ میرے سینے میں بیماری ہو گئی اور اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں، تو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ایک خادم مانگو تو حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ واللہ میں نے اتنا پیسا ہے کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹی کس ضرورت سے آئی ہو؟ انہوں نے کہا میں آپ ﷺ کو سلام کرنے کے لئے آئی ہوں اور ان سے شرما گئیں کہ آپ ﷺ سے سوال کریں۔ وہ واپس چلی گئیں تو حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا کر کے آئی ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے حیا آ گئی کہ میں آپ ﷺ سے سوال کروں۔ پھر وہ دونوں اکٹھے ہو کر حضرت نبی ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اتنا پانی کھینچا ہے کہ میرے سینے میں بیماری ہو گئی اور حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت عطا کر دی ہے تو ہمیں کوئی خادم دے دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ واللہ میں تمہیں نہیں دوں گا اور (تمہیں دے کر کیسے) اہل صفہ کو اس حال پر چھوڑ دوں کہ ان کے پیٹ سکڑ

رہے تھے، وہاں پر خرچ کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں ان کو فروخت کر دوں اور ان پر ان کی قیمت خرچ کروں۔ پھر ہم دونوں واپس آ گئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے پاس خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور اس وقت وہ دونوں بھی اپنی چادروں میں داخل ہو گئے تھے (وہ چادریں اتنی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں اپنا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتے تھے۔ تو دونوں اٹھ بیٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو پھر کہا کہ کیا میں تم کو کس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے اچھی ہے جس کا سوال تم نے مجھ سے کیا ہے۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے حضرت جبرئیل نے سکھائے ہیں۔ فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ دس مرتبہ اور الحمد للہ دس مرتبہ اور اللہ اکبر دس مرتبہ پڑھو۔ پھر جب اپنے بستر پر لیٹو تو سبحان اللہ تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھو۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے ہیں میں نے ان کو نہیں چھوڑا۔ ابن الکواء نے پوچھا کہ صفین والی رات میں بھی (ان کو ترک نہیں کیا)؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا تجھے غارت کرے اے اہل عراق! ہاں صفین کی رات میں بھی نہیں چھوڑا۔ [جنگ صفین وہ جنگ ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر لڑی گئی اور اس میں ایک رات ایسی بھی گزری کہ جب رات بھر لڑائی ہوتی رہی اور سونے کی نوبت نہ آئی۔ تو ابن الکواء نے اسی رات کے متعلق پوچھا تھا مگر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ باوجود اس بات کے کہ



اس رات سونے کی نوبت نہیں آئی میں نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل اس رات بھی ترک نہیں کیا]

احمد بن حنبل نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی، تو میں کسی کام کی تلاش میں عوالی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں، میں نے گمان کیا کہ وہ ان کو پانی سے بھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اس سے معاملہ اجرت طے کیا کہ وہ ہر ڈول کے بدلے میں مجھے ایک کھجور دے گی۔ تو میں نے سولہ ڈول نکالے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ پھر میں پانی لایا تو اس سے تکلیف اٹھانی اس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس عورت کے سامنے کر دیں (کہ وہ آبلے دیکھ کر دوبارہ پانی لانے پر اصرار نہ کرے) تو اس نے سولہ کھجوریں گن کر مجھے دیں۔ پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باخبر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی میرے ہمراہ وہ کھجوریں تناول فرمائیں۔

احمد بن حنبل نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی حالت اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور آج (میری تونگری کا یہ حال ہے کہ) میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار (دینار) نکلتی ہے۔

## ۹۔ نبی اکرم ﷺ سے سنے ہوئے علوم کو یاد رکھنا۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ سے سنے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور ان کو ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور حضرت عمرؓ اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے کہ کسی ایسے الجھے ہوئے مسئلہ میں جس میں حضرت علیؓ (ابوالحسنؓ) نہ سلجھا سکیں۔

شیخ الشیوخ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں یہ روایت نقل کی ہے عبداللہ بن الحسن سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (۶۹:۱۲) یعنی اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تیرے کان ایسے بنا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر اس کے بعد میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھولا، حالانکہ اس سے پہلے مجھے نسیان ہوا کرتا تھا۔

احمد بن حنبل نے ابوالبختری سے روایت کی ہے: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا ہے کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے کہا کہ اس مال کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جو ہمارے پاس بچ جائے تو لوگوں نے کہا کہ امیر المومنینؓ ہم نے آپؓ کو غافل کر دیا آپؓ کے اہل و عیال سے اور جائیداد اور



تجارت سے بعد جو مال بچ جائے وہ آپؓ کا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپؓ کیا کہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں نے آپؓ کو مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحیح بتاؤ تو میں نے کہا کہ آپ اپنے یقین کو ظن کیوں بنا رہے ہیں تو کہا کہ جو کچھ آپؓ نے کہا اس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔ تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا آپؓ کو یاد ہے جب کہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ساعی (محصل صدقات) بنا کر بھیجا تھا پھر آپؓ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے پاس گئے تو انہوں نے آپؓ کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور آپؓ دونوں میں کچھ ان بن تھی۔ پھر آپؓ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ ﷺ کو منقبض پایا تو ہم واپس آ گئے۔ پھر اگلے دن آپ ﷺ کے پاس دوبارہ گئے تو آپ ﷺ کو شاداں و فرحاں پایا تو آپؓ نے آنحضور ﷺ سے اس فعل کا ذکر کیا جو حضرت عباسؓ نے کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے آپؓ سے فرمایا کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے اور ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا جس کو پہلے دن میں دیکھا تھا اور اس انبساط کا بھی جو دوسرے دن دیکھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو حال یہ تھا کہ میرے پاس صدقہ میں سے دو دینار بچے ہوئے تھے تو جو کچھ انقباض مجھ میں تم نے دیکھا اس کا سبب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں ان دونوں دیناروں کو صرف کر چکا ہوں تو یہ سبب ہے اس انبساط کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ واللہ آپؓ نے سچ کہا ہم دنیا اور آخرت میں آپؓ کے شکر گزار رہیں گے۔

ابو عمرؓ نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی ہے، کہ حضرت عمرؓ ایسی مشکل سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے جس کا حل ابو حسن (حضرت علیؓ) نہ کر سکیں اور مشہور ہے کہ حضرت علیؓ نے اس مجنونہ کے بارے میں جس سے رجم کا حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اس عورت کے بارے میں جس کا چھ ماہ میں وضع حمل ہوگیا گفتگو کی تھی۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (۱۵:۴۶) (یعنی اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اور یہ کہ اللہ نے مجنون کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ الحدیث اس پر حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے۔ اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

ابو عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں کا سب سے بڑا قاضی حضرت علیؓ بن ابی طالب ہے۔

ابو عمرؓ نے حضرت ابو طفیلؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ خطبہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھئے۔ واللہ قرآن کریم کوئی آیت ایسی نہیں مگر میں اس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔ ابو عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے، کہا خدا کی قسم یقیناً



حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اس میں سے نو حصے علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اس (بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔

## ۱۰۔ ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برجستگی:

ان میں سے ایک ذہن کی تیزی اور اس کا سرعت کے ساتھ حکم کے ماخذ کی طرف منتقل ہونا ہے۔ اور یہ طبعی خاصیت ان کے عدالتی فیصلوں میں نظر آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بہت سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علیؓ ہے۔ اور سب سے بڑا قاری ابیؓ ہے۔ اور اس بات میں حضرت علی مرتضیٰ سے بہت سی عجیب باتیں نقل کی گئی ہیں۔

ابو عمرؓ نے حضرت عاصمؓ سے انہوں نے زر بن حبیشؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب انہوں نے کھانا کھانا شروع کیا تو ان کے پاس سے ایک شخص کا گذر ہوا اس نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے کہا ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جایئے وہ بیٹھ گیا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ اور ان آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر کے حصہ دار ہوئے۔ پھر وہ شخص اٹھا اور اس نے دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا یہ تم دونوں اس کھانے کے عوض میں جو میں نے کھایا اور جو تمہارے کھانے میں حصہ دار ہوا ہوں لے لو۔ اب ان دونوں میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین۔ اور تین روٹیوں والے نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ درہم ہمارے درمیان

آدھے آدھے تقسیم ہونگے۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس لائے، اور دونوں نے اپنا اپنا موقف آپؓ سے بیان کیا تو آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تیرے ساتھی نے تیرے سامنے جو کچھ پیش کیا وہ درست ہے۔ حالانکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں تو تم پر راضی ہو جا مگر اس نے کہا کہ واللہ میں کسی واضح دلیل کے بغیر راضی نہیں ہوں گا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا ایک درہم کے سوا کوئی حق نہیں۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنینؓ! وہ میرے سامنے تین درہم پیش کرتا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپؓ نے بھی ان کے لیے مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب آپؓ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا حق صرف ایک درہم ہے۔ تو اس سے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تیرے ساتھی نے تیرے سامنے بطور صلح کے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے مگر تو نے کہا کہ میں واضح دلیل کے بغیر راضی نہ ہوں گا اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق صرف ایک درہم ہے تو اس شخص نے آپؓ سے کہا کہ مجھے یہ صورت واضح دلیل کے ساتھ سمجھا دیجئے جس کو میں قبول کر لوں تو حضرت علیؓ نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ثلث نہیں ہوتے۔ تم نے ان ہی کو کھایا اور تم تین آدمی تھے اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم لہٰذا تم یہ سمجھو کہ تم سب نے برابر کھایا۔ اس نے کہا بیشک حضرت علیؓ نے کہا اور تو نے ان میں سے خود آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری کل نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور اس کی پندرہ تہائیاں تھیں، اس نے ان



میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو اس شخص نے کھائیں اور تیری نو میں سے ایک اس نے کھائی تو تیرے حصہ میں اس تیری ایک تہائی کے مقابلہ میں ایک درہم آیا اور اس کے سات ہوئے۔ تو اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

اور الریاض میں محمد بن زبیر سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا بوڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اس کی ہنسلیاں سکڑ گئی تھیں۔ میں نے کہا اے شیخ آپ نے (اکابر میں سے) کس کو پایا ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت عمرؓ کو میں نے کہا کہ آپ نے کونسا جہاد کیا؟ کہا یرموک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی بات بیان کیجئے جس کو آپ نے حضرت عمرؓ سے سنا ہو۔ کہا کہ میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں شتر مرغ کے انڈے ہاتھ آ گئے (یعنی ان کو کھایا) اور ہم احرام باندھ چکے تھے۔ جب ہم مناسک حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا تو وہ پشت پھیر کر چلے اور کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجروں تک پہنچ گئے اور ان میں سے ایک حجرے پر دستک دی۔ تو وہاں ایک عورت نے اندر سے جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا یہاں ابوالحسنؓ (حضرت علیؓ) ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں پھر حضرت عمرؓ ساریہ در جنہ میں چلے گئے اور پھر واپس ہوئے اور ہم سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ حضرت علیؓ تک پہنچ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا مرحبا امیر المومنینؓ۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے شتر مرغ کے انڈے شکار کر کے کھائے جب کہ یہ احرام کی حالت میں تھے

انہوں نے کہا کہ آپؓ نے مجھے کیوں نہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہیے تھا۔ حضرت علیؓ نے مسئلے کا حل بتاتے ہوئے کہا کہ ایسی نوجوان اونٹنیوں کو جو ابھی حاملہ نہ ہوئی ہوں اور وہ انڈوں کی تعداد کے برابر ہوں۔ یہ حضرت لے لیں اور وہ جوان اونٹوں سے حاملہ کرائی جائیں جب ان سے بچے پیدا ہوں تو اُن کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اونٹوں میں اسقاط بھی تو ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ انڈے بھی تو خراب ہو جاتے ہیں تو جب حضرت عمرؓ واپس ہوئے تو کہنے لگے ہاں یا اللہ مجھ پر کوئی مشکل ایسی نہ ڈالئے کہ جب ابو الحسنؓ (حضرت علیؓ) میرے پاس نہ ہوں۔

حسن معترؓ سے مروی ہے: کہ ایک قریشی عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور امانت ایک سو دینار اُس کے سپرد کیے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس کو ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا جب تک کہ دوسرا ساتھی اُس کے ساتھ نہ ہو۔ اب وہ دونوں ایک سال تک غائب رہے۔ پھر اُن میں سے ایک شخص اس عورت کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دیدو تو اس عورت نے انکار کر دیا۔ تو وہ اس کے پاس اُس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچا۔ اور اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی، یہاں تک کہ اُس نے وہ دینار اُس کو دیدیئے۔ پھر ایک سال اور گذر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے دینار ادا کر دیجئے۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے پاس آیا تھا اور اُس نے بیان کیا تھا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اُس کو وہ دینار دیدیئے۔ اس مقدمہ کو وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے



عورت کے خلاف فیصلہ دینے کا ارادہ کیا ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اُس عورت سے کہا کہ میری نظر میں تجھ پر تاوان ہے۔ اُس نے کہا کہ میں آپؓ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپؓ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کریں اور ہم کو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس بھیج دیں۔ تو آپؓ نے دونوں کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ آپؓ نے حال سُن کر سمجھ لیا کہ دونوں نے اس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپؓ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو تم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اس نے کہا بیشک۔ آپؓ نے کہا تیرا مال ہمارے پاس ہے۔ تو تو اپنے ساتھی کو لے کر آتا کہ تم دونوں کو وہ مال دے دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں آپؓ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ ایک گھڑے میں گر گئے تھے جو اس لیے کھودا گیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اول ایک شخص گرا دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ گرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی اس میں گرے۔ پھر ان کو شیر نے مجروح کر دیا اور اُن زخموں سے سب مر گئے پھر ان کے وارث آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ رہے گا ورنہ میں تمہیں ایک دوسرے سے روکوں گا تا آنکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ تا کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ دیں۔ اُن قبائل سے جنہوں نے یہ گڑھا کھودا تھا جمع کرو ایک چوتھائی دیت

اور ایک تہائی دیت اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے اوپر والے (تین) لوگوں کو ہلاک کیا اس کے بعد گرنے والے کی دیت ایک تہائی ہوگی، اس لئے کہ اس نے بعد والے دونوں افراد کو ہلاک کیا اور تیسرے شخص کی دیت نصف ہوگی کیونکہ اس نے اگلے چوتھے شخص کو ہلاک کیا اور سب سے آخر میں گرنے والے شخص کی دیت پوری ہوگی۔ انہوں نے اس پر راضی ہونے سے انکار کر دیا، پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے مقام ابراہیم سے نزدیک ملے اور سب قصہ آپ ﷺ کو سنایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور گھٹنوں کے گرد چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ [اس دوران میں فیصلہ کرنے والی تحصیت مقدمہ کے دوران چادر کو کمر سے گزار کر گھٹنوں کے گرد لپیٹ لیتے تھے] پھر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت علیؓ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔

اور حارث سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس ایک عورت کو لایا اور اس نے کہا اے امیر المومنینؓ اس نے مجھ سے اپنا عیب چھپایا اور یہ مجنونہ ہے تو حضرت علیؓ نے اس پر نیچے سے اوپر تک نظر ڈالی اور اس کو درست قرار دیا۔ اور عورت خوبصورت تھی تو آپؓ نے اس سے فرمایا کہ تیرے بارے میں یہ کیا کہتا ہے عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم امیر المومنینؓ مجھے کوئی جنون نہیں ہے لیکن میری حالت یہ ہے کہ جب وہ وقت آیا تو مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تجھ



پر افسوس ہے اس کو لے جا اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ کر۔ تو اسی عورت کا اہل نہیں ہے

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ یمن میں حضرت علیؓ کے پاس تین آدمی لائے گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا، جس کے بعد اس سے ایک لڑکا جنا۔ یہ سب اس کے دعویدار تھے۔ حضرت علیؓ نے ان میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر دوسرے سے کہا کہ تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ آپڑے گا اس پر دو تہائی قیمت بطور تاوان ڈالوں گا اور بچہ اس کے سپرد کر دوں گا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال میں اور کوئی صورت نہیں آتی سوائے اس کے جو علیؓ نے بیان کی ہے۔

حمید بن عبد اللہ بن یزید مدنی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ پیش کیا گیا جس کا فیصلہ حضرت علیؓ نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نفیس نفیس حضور نبی کریم ﷺ کی برکات کی شعاعوں کا جلوہ گاہ بنے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

حق میں آپ ﷺ کے کھلے ہوئے معجزات سے بہت مرتبہ ظہور ہوا ہے اور فیض الٰہی نے جب تک آپ کو آپ کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے مقامات قابہت ساحقہ قوت سے فعل میں آگیا۔

جب کہ آپ ﷺ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپؓ نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جو بڑی عمر والے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (ناتجربہ کار) ہوں میں فیصلوں کا طریقہ نہیں جانتا، حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ یہ سنکر آپ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ تجھے سیدھی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط بنائے گا۔ حدیث روایت کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد مجھ پر کسی بھی عدالتی فیصلے میں مشکل پیش نہیں ہوئی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کسی بھی عدالتی فیصلے میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں اس کے بعد پھر ہمیشہ قاضی رہا۔

## ا۔ حفظ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دعا کی تلقین:

حفظ قرآن عظیم کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو ایک خاص) نماز نفل تعلیم فرمائی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اسی دوران میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ سے باہر نکل جاتا ہے میں بھول جاتا ہوں۔ میں اپنے میں اس پر قادر ہونے کی قوت نہیں پاتا تو ان سے رسول اللہ ﷺ



نے فرمایا: اے ابوالحسنؓ کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اس کو بھی نفع پہنچے جس کو تم ان کی تعلیم دو گے اور جو کچھ تم سیکھو اس کو تمہارے سینہ میں قائم کردے گا۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم ایک تہائی رات پر (جب باقی رہے) اٹھو کیونکہ وہ ساعت مشہودہ ہے (جس میں ملائکہ زمین پر اترتے ہیں) اور اگر نہ ہو سکے تو اول شب میں ہی کھڑے ہو جاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ (الحمد) اور سورہ یٰس پڑھو اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور حم الدخان پڑھو، اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور الم تنزیل السجدہ، اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تبارک جو مفصل میں ہے پڑھو۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء احسن طریقے سے کرو اور مجھ پر درود پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضور قلب کے ساتھ) اور تمام انبیاء پر درود پڑھو اور استغفار کرو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لیے اور اپنے ان بھائیوں کے لیے جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اس کے آخر میں کہو

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي أَبَدًا مَا | اے اللہ مجھ پر رحمت فرما جس سے ہمیشہ |
| أَبْقَيْتَنِي وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي | معاصی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے |
| وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ | زندہ رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت فرما |
| عَنِّي اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ | کہ جس سے میں کسی چیز کے پیچھے تکلیف |

ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللهُ يَا رَحْمَانُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

اٹھانے سے بچوں جو مجھے فائدہ مند نہ ہو اور اس چیز کی طرف اچھی رغبت مجھے عطا فرما دیجئے جو آپ کو مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کو میرے قلب کے ساتھ لازم کر دیجئے جیسا کہ آپ نے مجھے سکھایا اور مجھے یہ قوت بخش دیجئے کہ میں اس کی تلاوت اس طور پر کروں جو آپ کو مجھ سے راضی کرے ۔ اے اللہ اے آسمانوں اور زمیں کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا میں



آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور آپ کے نورِ ذات کے وسیلے سے کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کر دے اور میری زبان کو اس پر گویا کر دے اور یہ کہ اس کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور اس کے ذریعہ سے (گناہوں کی آلائش سے) میرے بدن کو دھو دے کیونکہ بلاشبہ میری حق پر کوئی مدد کرنے والا نہیں آپ کے سوا اور مجھے حق کوئی نہ دے گا سوائے آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے کی جگہ ہے ، اور نہ قوت سوائے اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی بارگاہ

پھر فرمایا: اے ابوالحسن یہ تین یا پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقبول ہو جاؤ گے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے اس سے کسی مؤمن کو کبھی ناکامی نہ ہو گی۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ حضرت علیؓ کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہوگا کہ پانچ یا سات جمعہ کے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا یا رسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یا ان کے برابر یاد کرتا تھا پھر جب ان کو میں اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ میرے ذہن سے نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات یا ان کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں ان کو دہراتا ہوں تو گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے حدیث سنتا تھا تو جب میں اس کو دہراتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھی اور آج میں بہت سی حدیث کو سنتا ہوں تو جب ان کو بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم ابوالحسن (حضرت علی) کو کامل یقین ہو گیا ہے (تاثیر عمل کا)۔

اور حفظ سنت کے بارے میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کان بنا دے۔ اور آشوب چشم دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے دعا کی، حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا میری آنکھیں کبھی دوبارہ نہیں دکھیں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اسی طرح ان کے حق میں آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور سردی کو دور کر دیجیے۔ اس دعاء کے بعد حضرت علیؓ سردی کے موسم میں گرمی کا اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے ان کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تھی۔



اور ایک مرتبہ حضرت علیؓ بیمار تھے ان کی شفا کے لئے آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو فوراً تندرست ہو گئے۔ اور جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح کیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ حضرت انسؓ کا قول ہے "اللہ کی قسم حق تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت پاکیزہ نفوس پیدا کئے"۔

## ۱۲۔ آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا:

اور جب حضرت علیؓ مرتضیٰ کی نماز عصر فوت ہو گئی تو آپ ﷺ نے دعا کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ (بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔ اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے ایک حدیث ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے پڑھی گئی درمیں اس کے مکان پر جو طاہر مدینہ مشرفہ میں تھی ہے ۱۱۴۳ھ میں تھن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو میرے والد شیخ ابراہیم بن حسن کورانی ثم المدنی نے خبر دی، کہا کہ ہم کو ہمارے شیخ احمد صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے خبر دی وہ روایت کرتے ہیں شمس رملی سے وہ شیخ زید الدین زکریا سے وہ عز الدین عبد الرحیم بن محمد الفرات سے وہ ابو الثناء محمود بن خلیفہ المنبجی سے وہ حافظ شرف الدین عبد المومن خلف دمیاطی سے وہ ابو حسن علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر السلامی حنبلی سے وہ خطیب ابوطاہر محمد بن احمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۳۷ھ میں وہ ابوالبرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ القراء

کے سامنے مصر میں ۸۲۲ھ میں انہوں نے روایت کی اپنے سماع کی ابو محمد حسن بن
رشیق العسکری سے، کہا کہ ہم سے روایت کی ابو بشر محمد بن احمد بن حماد انصاری
دولابی نے کہا کہ مجھ سے اسحٰق بن یونس نے روایت کی، کہا کہ ہم سے سوید بن سعید
نے روایت کی، ان سے مطلب بن زیاد نے، ان سے ابراہیم بن حسان نے، ان سے
عبد اللہ بن الحسن نے، ان سے فاطمہ بنت حسین نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی:
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا سر حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ ﷺ کے
اوپر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ ﷺ کو افاقہ ہو گیا تو آپ ﷺ نے ان سے
کہا کہ اے علیؓ کیا تم نے فرض نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے دعا
کی کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ کے رسول کے کام
میں لگا ہوا تھا تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوٹا دیا، تو انہوں
نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔

دوسری سند: اس حدیث کی قرات کی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر کے سامنے
اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے روایت کی اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے
احمد بن محمد مدنی سے جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد
بن حمزۃ رملی سے۔ ان کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا سے، ان کو ابن الفرات
سے، ان کو عمر بن الحسن مراغی سے ان کو فخر ابن البخاری سے ان کو ابو جعفر صیدلانی
سے انہوں نے فاطمہ بنت عبد اللہ جوزدانیہ سے روایت کی، انہوں نے ابو بکر محمد بن
عبد اللہ اصبہانی سے، انہوں نے حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے طبرانی



کبیر میں، انہوں نے اپنے ماموں سے روایت کی جعفر بن احمد بن سنان الواسطی نے، کہا ہم
سے روایت کی علی بن المنذر نے، کہا ہم سے روایت کی محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے
روایت کی فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت
الحسین بن علی سے، انہوں نے اسماء بنت عمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول
اللہ ﷺ پر جب وحی آتی تھی تو آپ ﷺ بے ہوشی کے قریب ہو جاتے تھے۔ تو
آپ ﷺ کے اوپر ایک دن وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کا سر علیؓ کی گود میں تھا،
یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور ان سے کہا
کہ اے علی کیا تو نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ تو
آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سورج کو لوٹا دیا یہاں
تک کہ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ اسماءؓ نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا
غائب ہو جانے کے بعد جب کہ وہ لوٹایا گیا اور حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی۔

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "کشف اللبس فی حدیث
رد الشمس" میں کہا ہے کہ حدیث رد الشمس تو معجزہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا، اس کو امام
ابو جعفر طحاوی وغیرہ نے صحیح کہا ہے اور افراط کیا ابو الفرج ابن الجوزی نے، زیادتی کی ہے
کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور ان کے شاگرد محدث ابو عبد اللہ
محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے اپنی کتاب "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" میں
کہا ہے جاننا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار
میں اسماءؓ بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں

ثابت ہیں۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور اس کو قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے بشری اللبیب میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب "الزہر الباسم" میں نقل کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے اسی طرح ابوالفتح ازدی نے روایت کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ جیسا کہ ابوزرعہ بن عراقی اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ" میں اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حافظ احمد بن صالح نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، ایسے شخص کے لئے جو اہل علم کی راہ پر چلتا ہو اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت اسماءؓ کی حدیث سے اختلاف کرے کیونکہ یہ بہت بڑی علامات نبوت میں سے ایک ہے۔

دوسرے حفاظ حدیث نے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات میں داخل کرنے پر اعتراضات کیے ہیں۔ میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ اس روایت کو امام طحاوی نے کتاب مشکل الآثار میں دو سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے، ان میں سے ایک روایت فضیل بن مرزوق کی ہے ابراہیم بن حسن سے اور وہ فاطمہ بنت حسین سے روایت کرتے ہیں جس طرح ہم اسی ہم معنی روایت لکھ چکے ہیں دوسری وہ ہے جسے ہم سے علی بن عبد الرحمن ابن محمد بن المغیرہ نے روایت کی وہ کہتے ہیں: کہ ہم سے احمد بن صالح نے روایت کی، ابن ابی فدیک نے کہا کہ ہم سے روایت کی، موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ ام جعفر سے انہوں نے اسماءؓ بنت عمیس سے روایت کی: کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز صہباء کے مقام پر پڑھی



(صہباء خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے) پھر حضرت علیؓ کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ لوٹ کر آئے تو نبی ﷺ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا سر حضرت علیؓ کی گود میں رکھ دیا۔ تو حضرت علیؓ نے ان کو حرکت نہ دی حتی کہ دھوپ غائب ہوگئی تو نبی ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ آپ کے بندے علی نے اپنے نفس کو آپ کے نبی پر روکے رکھا تو اس کے اوپر سورج کی روشنی لوٹا دیجئے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا کہ پھر دھوپ نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج غائب ہوگیا اور یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا۔

امام طحاوی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ مدنی فطری کے نام سے مشہور ہیں روایت کرنے میں مقبول ہیں اور عون بن محمد سے مراد عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہیں اور ان کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب ہیں پھر امام طحاوی نے موازنہ کیا اس حدیث کا اس حدیث سے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً چند طرق سے مروی ہے کہ سوائے حضرت یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور اس کا جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو سورج ڈوبنے سے روک دیا گیا ہو جبکہ اس روایت میں ڈوبنے کے بعد اس کا لوٹایا جانا آیا ہے اس کا پھر رد کیا ایک حدیث سے جس کے الفاظ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اس کے یعنی حضرت یوشع کے اوپر۔ حاصل کلام طحاوی ختم ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا علم اور اُنکے پُر حکمت ملفوظات:۔

اور حضرت علی کی حکمت کی بات سے نہیں بڑھ کر ہے کہ ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا حصہ، بھلا یہ کیسے ممکن ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"۔ [یہ روایت امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اسماعیل بن موسیٰ سے انہوں نے محمد بن عمر رومی سے۔ انہوں نے شریک سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے۔ انہوں نے سوید بن غفلہ سے انہوں نے صنابحی سے انہوں نے حضرت علی سے اور حضرت علیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ترمذی ج ۲، کتاب المناقب باب ۲۱۔ ۲۲۳ ۲۷] لیکن کچھ تھوڑا سا حصہ زیر قلم لاتے ہیں۔

ابو بکر نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ چند کلمات ایسے ہیں اگر ان کو تلاش کرنے کے لئے تم اپنی سواریوں پر سفر کرو تو اُنکے مغز گھلا دو مگر تمہیں ان کے جیسے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی۔

۱۔ بندے کو اپنے رب کے سوا کسی سے اُمید نہ باندھنی چاہئے اور اپنے گناہ کے سوا کسی شئے سے نہیں ڈرنا چاہئے۔

۲۔ جو شخص نہیں جانتا وہ سیکھنے سے حیا نہ کرے۔ اور جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے) کہنے سے شرم نہ کرے۔



۳۔ اور جان لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان سے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے سر کا مرتبہ جسم کے مقابلہ میں تو جب سر جاتا رہے گا تو جسم بھی جاتا رہے گا اسی طرح جب صبر جاتا رہے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔

۴۔ حضرت زید بن حارث سے مروی ہے وہ ابو عامر نے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طول امل (اُمید کا طومار) اور نفسانی خواہش سے اتباع کا۔ فرمایا کہ طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے اور بلا شبہ خواہش نفس کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کا یہ حال ہے کہ وہ) پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جارہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی اولاد ہے تو تم کوشش کرو کہ آخرت کی اولاد ہو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا۔

۵۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس بندے کے لئے خوشخبری ہے جو گمنام ہو اس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اُسے نہ پہچانا اور اللہ نے اس کو پہچان کر اسکی رضا مندی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور ہر اندھیرے فتنہ اُن کی برکت سے دور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور وہ لوگ نہ ایسے بیٹ کے تنگ نہیں ہوتے۔ اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) اور ریاکار ہوتے ہیں۔

۶۔ حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت علی بن ابی طالب جب کوئی جنگی مہم بھیجتے اور ان پر کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت

کرتے اور فرماتے کہ میں تجھ کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس سے کہ تجھے اس سے ضرور ملنا ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی تیرا منتہیٰ نہ ہوگا۔ وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ ایسی چیز کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کرائے کیونکہ اس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا (میں کئے ہوئے اعمال) کا۔

۷۔ حضرت زید بن وہب سے مروی ہے: کہ بعض نے حضرت علیؓ پر ان کے لباس کے بارے میں نکتہ چینی کی، تو آپ نے فرمایا کہ مومن مقتدی ہوتا ہے اس حال میں کہ اس کے دل میں خشوع اور عاجزی ہے (لباس سے مقتدی کیسا مینا بلکہ دل کی عاجزی سے بنتا ہے)۔

۸۔ حضرت عمرو بن کثیر حنفی سے مروی ہے: وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ غصہ کو ضبط کرو اور ہنسنا کم کرو۔ اس سے قلوب نہیں بگڑتے۔

۹۔ حارث حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اس کی مثال ترنج کی سی ہے، خوشبودار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ تو ایمان کو جمع کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا۔ اس کی مثال اندرائن کی سی ہے بدبودار اور بدمزہ۔



•۔ محمد بن عمرو بن علی سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ اے ابو الحسن یہ کیا بات ہے کہ آپ قبرستان کے مجاور ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ میں ان کو صادق پڑوسی پاتا ہوں برائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔

ان تمام احادیث کو حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

## حضرت علیؓ کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں:

صواعق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جو ارشادات نقل کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا

لوگ سوئے ہوئے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں۔

۲۔ الناس بزمانھم اشبہ منھم بآبائھم

لوگ اپنے زمانہ میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔

۳۔ لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً

اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔

۴۔ ماھلک امرء عرف قدرہٗ

جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا وہ شخص ہلاک نہیں ہوگا۔

۵۔قیمة کل امرئٍ ما یحسنه

آدمی اپنی ہنر کی قیمت خود بناتا ہے۔

۶۔من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے خود کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

۷۔المرء مخبوء تحت لسانه

آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔

۸۔من عذب لسانه کثر اخوانه

جس کی زبان شیریں ہوگی، اس کے دوست بہت ہوں گے۔

۹۔من البر یستعبد الحر

نیکی سے آزاد کو بھی غلام بنالیا جاتا ہے۔

۱۰۔بشّر مال البخیل بحادث او وارث

بخیل کے مال کو کسی حادثے کی یا کسی وارث کی بشارت دے دو۔

۱۱۔لاتنظر الذی قال وانظر الی ماقال

یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔

۱۲۔الجزع عند البلاء تمام المحنة

مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر دیتا ہے۔

۱۳۔لاظفر مع البغی

بغاوت کے ساتھ فتح مندی، فتح مندی نہیں ہے۔



۱۴۔لاثناء مع الکبر

ثناء تکبر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔

۱۵۔لاصحة مع النهم والتخم

(کھانے کی) بڑھی ہوئی حرص اور بدہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کی کوئی حیثیت نہیں

۱۶۔لاشرف مع سوء الادب

شرافت بدتمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔

۱۷۔لاراحة مع الحسد

حسد کے ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔

۱۸۔لاسؤدد مع الانتقام

انتقام کی عادت کے ساتھ سرداری جمع نہیں ہو سکتی۔

۱۹۔لاصواب مع ترک المشورة

مشورہ چھوڑ کر درستگی نہیں ملتی۔

۲۰۔لامروة لکذوب

بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت کہیں کی نہ پائے

۲۱۔ولاکرم اعز من التقوی

کوئی بزرگی تقوے سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔

۲۲۔لاشفیع انجح من التوبة

توبہ سے زیادہ نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔

۲۳۔ لا لباس اجمل من العافیه

عافیت سے بڑھ کر خوبصورت کوئی لباس نہیں۔

۲۴۔ لا داء اعیی من الجهل

بیکار کر دینے والے جہل سے بڑی کوئی مرض نہیں۔

۲۵۔ رحم الله امرءً عرف قدره ولم یتعدّ طوره

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔

۲۶۔ اعادة الاعتذار تذکر من الذنب

معذرت کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلاتا ہے۔

۲۷۔ النصح بین الملاء تقریع

بھرے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے۔

۲۸۔ نعمة الجاهل کروضة علی مزبلة

جاہل کی نعمت کوڑے پر پھلواری جیسی ہے۔

۲۹۔ الجزع اتعب من الصبر

گھبراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔

۳۰۔ اکبر الاعداء اخفاهم مکیدةً

سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔



۳۱۔ الحکمة ضالة المؤمن

حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔

۳۲۔ البخل جامع لمساوی العیوب

بخل تمام عیبوں والی برائیوں کا جامع ہے۔

۳۳۔ اذا حلت المقادیر ضلت التدابیر

جب قدرت کے فیصلے واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔

۳۴۔ عبد الشهوة اذل من عبد الرق

شہوات کا غلام لوگوں کے غلام سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

۳۵۔ الحاسد مغتاظ علی من لا ذنب له

حاسد اس شخص سے غصے اور جلن میں مبتلا رہتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

۳۶۔ کفی بالذنب شفیعاً للمذنب

گنہگار کی سفارش کے لئے گناہ کافی ہے۔

۳۷۔ السعید من وعظ بغیره

نیک بخت وہ ہے جو دوسرے کے حال سے عبرت حاصل کرے۔

۳۸۔ الاحسان یقطع اللسان

احسان (بدگمانی کرنے والے کی) زبان کاٹ دیتا ہے۔

۳۹۔ افقر الفقر الحمق

سب سے بڑی محتاجی "حماقت" ہے۔

۴۰۔ الحسد مع فی شذق الدس

... بختی ... میں ہوتا ہے۔

۴۱۔ لیس العجب ممن هلک کیف هلک انما العجب ممن نجا کیف نجا

یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا کیسے مر گیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچ گیا۔

۴۲۔ اکثر مصارع العقول تحت بروق المطامع

عقلوں کی تباہی کے اکثر مقامات لالچوں کی چمک کے نیچے ہوتے ہیں۔

۴۳۔ اذا وصلت الیکم النعم فلا تنفروا اقصاها بقلة الشکر

جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے اس کو شکر میں کمی کر کے نہ بھگاؤ۔

۴۴۔ اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو عنه شکرا للقدرة علیه

جب تم اپنے دشمن پر قادر ہو جاؤ تو اس پر قادر ہو جانے کا شکر اس کو معاف کر دینے کی صورت میں ادا کرو۔

۴۵۔ ما اضمر احد شیئاً الا ظهر فی فلتات لسانه و علی صفحات وجهه

کسی نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپائی مگر اس کی زبان سے اچانک نکلنے والے کلمات اور اس کے چہرے کے صفحات سے ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

۴۶۔ البخیل یستعجل الفقر و یعیش فی الدنیا عیش الفقراء و یحاسب فی الآخرة حساب الاغنیاء



بخیل اپنی عجلت کے ساتھ تنگدستی کو بلا لیتا ہے، وہ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں اس سے ایسا ہی حساب ہوگا جیسا غنیوں سے لیا جائے گا۔

۴۷۔ لسان العاقل وراء قلبه وقلب الاحمق وراء لسانه

عقل مند کی زبان اس کے قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

۴۸۔ العلم یرفع الوضیع والجهل یضع الرفیع

علم کم مرتبہ شخص کو اوپر اٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ شخص کو نیچے گرا دیتا ہے۔

۴۹۔ العلم خیر من المال

علم مال سے بہتر ہے۔

۵۰۔ العلم یحرسک وانت تحرس المال

علم تیری چوکیداری کرتا ہے اور تو مال کی پہرہ داری کرتا ہے۔

۵۱۔ العلم حاکم والمال محکوم علیه

علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔

۵۲۔ قصم ظهری عالم متهتک وجاهل متنسک هذا ینفر الناس بتهتکه وهذا یضل الناس بتنسکه

میری کمر توڑتی ہے (یعنی مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور ایسے جاہل سے جو طریق زہد پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے دے گا

اور اپنے ناجائز عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ رذیل لوگوں کو اپنے طریقہ بد سے گمراہ کرے گا۔

۵۳۔ قال: الناس قیمۃ کل امرئ ما یحسنہ

سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ ہیں جو اُن میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ بہتر کرتا ہے۔

## حضرت علیؓ کی کرامات

حضرت علیؓ کی وہ کرامات جسے صاحب الریاض نے اصبغ سے روایت کیا (کرامت کسی ایسے خلافِ عقل کام کو کہتے ہیں جو کسی غیر نبی سے ثابت ہو اگر اس کا ظہور کسی نبی سے ہو جائے تو اسے معجزہ کہتے ہیں) تفصیل حسب ذیل ہے۔

### ا۔ حضرت حُسینؓ کی شہادت گاہ کی پیشین گوئی:

وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جب وہ اُس جگہ سے گذرے جو حضرت حسینؓ کی قبر والی جگہ تھی جہاں ان کی قبر بننا تھی تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہاں ان کی سواریوں کے ٹھکانے ہونگے۔ اور یہاں ان کا خون بہے گا۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوان ہوں گے جو اس میدان میں قتل کیے جائیں گے۔ پھر ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔



### ۲۔ دیوار نہیں گری:

حضرت جعفر بن محمد سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے دو شخص جن میں جھگڑا تھا پیش کیے گئے تو آپ ایک دیوار کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین دیوار گرنے والی ہے۔ تو حضرت علیؓ نے اُس سے فرمایا کہ تو (اپنا بیان) شروع کر) اللہ ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اٹھ گئے اس کے بعد دیوار گر پڑی۔

### ۳۔ ایک اُونٹ کی حضرت علیؓ کے رُوبرُو عاجزی:

حضرت حارث سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین میں تھا تو میں نے اہل شام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اور اس کے اُوپر اس کا سوار اور اس کا سامان بھی تھا تو اونٹ نے جو کچھ اس کے اوپر تھا گرا دیا اور صفوں کے درمیان گھستا چلا گیا یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر رُکا اور اپنے لب کو حضرت علیؓ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ کر اُن کو اپنی گردن کے نیچے کے حصہ سے ہلانے لگا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ علامت ہے میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کی ایک علامت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دن لوگوں نے بہت کوشش کی اور دونوں فوجوں کے مابین شدید جنگ ہوئی۔ اس روایت میں صراحت نہیں ہے کہ یہ کس بات کی علامت تھی یا یہ کس امر کی نشانی تھی۔

حضرت علیؓ سے جس نے شکوہ کیا ... حضرت علیؓ کی شہادت کا وقت قریب آگیا
ہے۔

## ۴۔ حضرت علیؓ کی بددعا کا نتیجہ:

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا ہاں ضرور کرو۔ تو آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو وہ وہیں نہ ہٹا تھا کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔

## ۵۔ ان دیکھے ہاتھوں کے ذریعے آٹا کی پسوائی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلانے کے لیے مجھے بھیجا۔ میں ان کے گھر پہنچا اور ان کو آواز دی تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جاؤ اس کو آواز دو وہ گھر پر ہی موجود ہیں۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں دوبارہ گیا مگر انہیں آواز دی تو مجھے چکی پیسنے کی آواز سنائی دینے لگی میں نے غور سے دیکھا تو دیکھا کہ چکی سے آٹا پیسا جا رہا تھا اور اس کے قریب کوئی نہ تھا پھر میں نے آواز دی تو حضرت علیؓ خوش ہو کر باہر نکل آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ تو وہ پیچھے آئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا رہا اور آپ ﷺ مجھے دیکھتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ میں ایک عجیب بات سے حیرت میں ہوں۔ میں نے ایک



چکی دیکھی جو حضرت علیؓ کے مکان میں آٹا پیس رہی تھی۔ اور اس کے پاس کوئی اس کو گھمانے والا نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور وہ آل محمد ﷺ کی امداد پر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

## ۶۔ حضرت علیؓ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی:

فضالہ بن ابی فضالہؓ سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ کی عیادت کے لیے ینبع کے لیے روانہ ہوا اور وہ بیمار تھے میرے والد نے ان سے کہا کہ ایسے دور دراز مقام میں آپؓ نے کیوں قیام کر رکھا ہے۔ اگر آپؓ کا یہاں انتقال ہو گیا تو یہاں آپؓ (کی تکفین وتدفین وغیرہ) کا ذمہ دار کوئی نہ ہو گا سوائے ان اعراب یعنی بوجہینہ کے دیہاتیوں کے۔ لہذا آپؓ مدینہ منورہ کی طرف چلیں کہ اگر آپؓ پر وقت مقدر آجائے تو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ آپؓ کے کام کے والی بنیں اور وہ آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں۔ اس روایت کے راوی ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اس بیماری سے مرنے والا نہیں ہوں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا تاآنکہ مجھ پر حملہ کیا جائے پھر یہ یعنی ان کی داڑھی اور ان کے سر کو ان کے خون سے نہ رنگا جائے۔ حضرت ابو فضالہؓ وہاں کے ساتھی جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۷۔ ابن ملجم اور حضرت علیؓ:

ابو عمرؓ نے عُبیدہؓ سے روایت کی وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ جب ابن ملجم کو دیکھتے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے

اُرید حیاتہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مراد

"یعنی میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے قبیلہ مراد سے کسی اپنے دوست کو جو تیری طرف سے عذر کرے۔ لے آ"

اور حضرت علیؓ اکثر یہ کہا کرتے اُمت کے سب سے بڑے بدبخت کو کس بات نے روک رکھا ہے یا یہ کہ وہ اس اُمت کا سب سے بڑا بدبخت شخص کس بات کا انتظار کر رہا ہے کہ وہ انہیں اس کے خون سے رنگ دے۔ اور فرماتے کہ واللہ یہ (ان کی ڈاڑھی) اس (گردن) کے خون سے ضرور رنگی جائے گی۔ اور اپنی ڈاڑھی اور اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے یہ خضاب خون کا تھا نہ کہ عطر اور عنبر ملا ہوا۔

## علوم دین کے احیاء میں اُن کا حصہ

اس کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۔ جمع و ترتیب قرآن:

حضرت علیؓ نے قرآن پاک کو آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی جمع کر لیا اور اس کو ترتیب دے دیا تھا لیکن تقدیر اُس کے شائع ہونے کی معاون نہ ہوئی۔ ابو عمرؓ نے محمد بن کعبؓ القرظی سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے رسول



اللہ ﷺ کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا اُن میں مہاجرین میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور سالم مولی ابی حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولی تھے خود مہاجرین میں سے نہ تھے شامل تھے۔ اور پھر تابعین کی ایک جماعت نے اُن سے قرآن پاک کو روایت کیا ہے اور اس جمع و ترتیب کی روایت اب تک باقی ہے۔ امام بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے عبداللہ بن کثیر اور نافع نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عبداللہ بن عامرؓ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عاصمؒ نے حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت زیدؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور حمزہؒ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور اُن سب نے نبی اکرم ﷺ سے پڑھا ہے تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حافظ حدیث اور مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ خلفاء راشدین میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور درحقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔ اور اس مبحث کو ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب والے باب میں ذکر کر چکے ہیں، اس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔ اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ ان سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی۔ اُس باب کے فاتح اوّل بھی وہی ہیں (جن کی تفصیل درج ذیل ہے)۔

## ۲۔ نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان:

آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق امام ترمذی نے کتاب شمائل میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کی روایت سے ایک حدیث طویل ذکر کی ہے اور بعض روایت ضعیفہ میں آیا ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہودی حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے ساتھی کی صفات بیان کرو۔ تو آپؓ نے کہا کہ اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ میرا ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اتنے قُرب کے باوجود) آپ ﷺ کے اوصاف کو بیان کرنا مشکل بات ہے البتہ یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ اے ابوالحسنؓ ہم سے اپنے چچا زاد کے اوصاف بیان کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دراز قد تھے مگر موزونیت کی حد سے گذر جانے والے نہ تھے اور نہ کوتاہ قد تھے کہ ایک عضو دوسرے میں داخل ہو آپ درمیانے قد سے کچھ بلند تھے سفید رنگت جو سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھی۔ لہریئے دار بال جو گھونگریالے نہ تھے آپ ﷺ کے بال دونوں کانوں تک لٹکے ہوئے تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی آپ کی گردن گویا چاندی کا مرقع تھی۔ آپ ﷺ کے کچھ بال تھے سینہ سے ناف تک (سیدھے خط



میں) گویا کہ وہ سیاہ مشک کی ایک شاخ تھی، آپ ﷺ کے جسم میں یا آپ ﷺ کے سینہ میں ان کے سوا اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ ﷺ کی ہتھیلی اور قدم پُرگوشت تھے اور جب آپ ﷺ چلتے تو قدم پوری قوت سے اُٹھاتے (آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ) اور جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات فرماتے اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند قامت معلوم ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کرا دیتے اور جب خطبہ دیتے تو لوگوں کو رُلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور بیوہ عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی ہتھیلی رکھتے تھے اور آپ ﷺ کا کھانا جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ ﷺ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ ﷺ کی چارپائی کیکر کی لکڑی کی تھی جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رسی سے بنی ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے پاس دو عمامے تھے ایک کو سحاب کہا جاتا تھا اور دوسرے کو عقاب۔ اور آپ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی اور آپ ﷺ کا جھنڈا غراء اور آپ ﷺ کی اونٹنی عضباء اور آپ ﷺ کا خچر دلدل اور آپ ﷺ کا گدھا یعفور اور آپ ﷺ کا گھوڑا بحر اور آپ ﷺ کی بکری برکہ اور آپ ﷺ کی لاٹھی ممشوق تھی اور آپ ﷺ کا علم الحمد تھا۔ اور آپ ﷺ اونٹ کو خود باندھتے اور پانی لانے والے

اونٹ کو خود گھاس کھلاتے اور کپڑے میں خود پیوند لگاتے اور اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے۔

## ۳۔ نمازِ صلوٰۃ المناجات (خصوصی دُعا والی نماز):

ان میں سے ایک نماز مناجات ہے جو کہ لذتِ مناجات کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص اس پر ہمیشہ عمل کرے گا اس کی نورانیت کو پائے گا اور جس نے اس کو چکھا نہیں وہ اس کو نہیں جان سکتا۔ اسے ترمذی وغیرہ نے اعرج کی روایت سے روایت کیا جو عبید اللہ بن ابی رافعؓ سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت عبید اللہؓ بن ابی رافع حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي

میں نے اپنا منہ اسی کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں سب سے کٹ کر اسی کا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں بے شک میری نماز میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے واسطے ہے سارے جہانوں کا جو پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں یا اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو ہی میرا رب ہے اور



لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔

میں تیرا غلام ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں سو میرے سب گناہ بخش دے بے شک تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا اور مجھ سے دور کر دے بُری خصلتیں کہ اس کو کوئی تیرے سوا دور نہیں کر سکتا میں تجھ پر ایمان لایا تو بڑی برکت والا ہے اور تُو بلند ہے میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پھر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي۔

یا اللہ میں نے رکوع کیا تیرے لیے اور تجھ پر ایمان لایا اور میں تیرا تابع ہوا تیرے لیے جھک گئے میرے کان اور میری آنکھ اور میرا گودا اور میری ہڈی اور پٹھے۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرَضِينَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ۔

اے اللہ، اے ہمارے رب تجھی کو تمام تعریف ہے آسمان اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور جو ان کے بیچ میں ہے اور جتنی تو چاہے۔

پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ

اللہ میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا اور تجھی پر

أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

میں ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا میرے منہ نے سجدہ کیا اس ہستی کے لیے جس نے اسے بنایا اور اس کی صورت گری کی اور اس کے کان اور آنکھیں کھولیں سو بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے سب اچھا۔

پھر تشہد اور سلام کے درمیان پڑھتے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے آگے بھیجا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے میرے عملوں میں سے بخش دے تو ہی ہے آگے کرنے والا اور موخر کرنے والا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(امام ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ الترمذی ٢ ١٩٤٩ اضافہ از ناشر کنندہ)

## ۴۔ دن اور رات کے نوافل:

ان میں سے اوقات یومیہ چاشت و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل ہیں جو کہ ایک نہایت فائدہ مند باب ہے۔ امام احمد بن حنبل نے عاصم بن ضمرہ سے روایت کیا ہے: کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ سے نبی ﷺ کے ان کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ آپؓ ہمیں اس سے باخبر کر دیں تو ہم اس کے جس قدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں گے۔ انہوں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو مسجد میں ٹھہر



جاتے یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار یہاں سے مغرب کی جانب نماز عصر کی مقدار کے برابر ہے تو آپ ﷺ اٹھتے اور چار رکعت پڑھتے یوں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے جب کہ سورج ڈھل چکا ہوتا۔ اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور چار رکعات عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں) کے درمیان آپ ﷺ فاصلہ قائم کرتے تھے، ملائکہ مقربین اور انبیاء اور جو مومنین و مسلمین میں سے آپ ﷺ کا اتباع کرنے والے تھے ان سب پر سلام بھیجتے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ سولہ رکعات ہیں۔ آپ ﷺ نے دن میں انہیں اپنا معمول عبادت بنا رکھا تھا۔ اور ایسے لوگ کم ہیں جو اس پر ہمیشگی اختیار کریں۔

## ۵۔ حضرت علیؓ کے فتاویٰ:

مسائل میں سے فتاویٰ اور بہت سے احکام خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں، مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں آپ سے نقل کیے ہیں اور ان کتابوں میں ان کا بڑا حصہ مدون ہے۔

## ۶۔ حضرت علیؓ کے توحید وصفات الٰہیہ کے بارے میں مباحث:

حضرت علیؓ توحید وصفات کے مبحث میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور وہ مبحث ان کے خطبوں میں (وسعت کے ساتھ) پایا جاتا ہے اور جو صحابہ میں سے صرف وہی اس بیان کے ساتھ منفرد ہیں، گویا باب توحید وصفات میں کلام سے پہلے

متکلم وہی ہیں، اور وہ ان مقامات میں جو مستنبط ہیں، محل اجماع سے کہ وہ ہی کی سنت سنیہ سے باہر نہیں گئے لیکن متاخرین نے بھی اس پر دلائل وترتیب مقدمات میں چلنا چاہا تو وہ دائیں بائیں گر پڑے

۷۔ حضرت علیؓ اور تصوف، احسان:

تصوف کے بارے میں حضرت علیؓ ایک نہایت وسیع دریا تھے لیکن ایام خلافت میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے ان کو ان کی تفصیل سے روک دیا۔ حضرت جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اصول اور مجاہدوں میں ہمارے استاد اور شیخ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم انہی کی رائج ہوئی ہے خلفاء سابقین میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

۸۔ حضرت علیؓ بطور مشیر خلفائے سابقین:

پھر شیخین (حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ) کے زمانوں میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبیرات ملکیہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے اور ان حضرات نے بھی ان کی تعظیم و توقیر میں بہت دور جا کر ان کے مناقب اور فضائل کو واضح کیا ہے۔ ان کے کلام میں سے ایک فصل ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔



حضرت علیؓ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایت پیشین گوئیاں:

جاننا چاہئے کہ جو کچھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد گذرا آخر عمر تک ان تمام واقعات کی آنحضرت ﷺ نے انہیں خبر دے دی تھی اور ان حوادث کی بنیادی باتوں سے انہیں مطلع فرما دیا تھا۔

(الف) خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی:

غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ بیان نہیں کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابو بکرؓ کی ہوگی پھر حضرت عمرؓ کی پھر حضرت عثمانؓ کی اور پھر میری ہوگی مگر پھر مجھ پر اجماع نہ ہوگا اور یہ حدیث اگرچہ باعتبار ظاہر غریب دکھائی دیتی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کے خلفائے ثلاثہ (حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ) کی خلافت کے متعلق ارشادات اور آپ ﷺ کی صریحات جو بیس سے زیادہ احادیث پر مشتمل ہے۔ اگر ان کو پیش نظر رکھا جائے تو مضمون اول (کہ یہ سب بعد خلافت فلاں فلاں کی ہوگی) کی غرابت نابود ہو جاتی ہے۔ پھر مضمون ثانی کہ مجھ پر اجماع نہ ہوگا اس کے شواہد کا ایک حصہ حضرت ذوالنورینؓ کے حالات میں ہم نے بیان کر دیا ہے اور ایک حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔

## (ب) حضرت علیؓ کی خلافت اور شہادت ہوگی:

امام احمد بن حنبل نے حضرت فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے روایت کی ہے: اور حضرت ابو فضالہ اہلِ بدر میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مزاج پرسی کے لئے ینبع کا سفر کیا جو ایک مرض کی وجہ سے جو اُن کو لاحق ہو گیا تھا بیمار تھے ان سے میرے والد نے کہا کہ آپؓ کو کس بات نے اس مقام میں مقیم کر رکھا ہے اگر یہاں آپ کا وقت معین آگیا تو آپؓ کے کام (تکفین و تدفین وغیرہ کا) کا ذمہ دار سوائے بو جہینہ کے دیہاتیوں کے کوئی نہ ہوگا۔ آپؓ کو مدینہ منورہ کے لیے سوار ہو جانا چاہیے۔ وہاں اگر آپ کا وقت آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام آپؓ کے والی ہوں گے اور سب آپؓ کی نماز (جنازہ) پڑھیں گے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے صراحت کر چکے ہیں کہ میں اس وقت نہیں مروں گا جب تک کہ امیر نہ بنایا جاؤں پھر اس کو خضاب کیا جائے یعنی ان کی ڈاڑھی کو ان کے خون سے یعنی سر کے (خون سے) رنگا جائے گا چنانچہ حضرت علیؓ اسی طرح شہید کیے گئے اور حضرت ابو فضالہؓ حضرت علیؓ کی معیت میں جنگ صفین میں شہید کئے گئے۔

## (ج) خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس کو اپنا امیر بنائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکرؓ کو امیر بناؤ تو ان کو ہدایت



کرنے والا، امین، دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر حضرت عمرؓ کو امیر بناؤ تو ان کو طاقتور اور امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرنے والے۔ اور اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو ان کو ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔

## (د) حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر:

خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابو نعیم نے، حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور یقیناً مقتول ہوگا اور یقیناً یہ رنگی جائے گی اس سے یعنی ان کی ڈاڑھی ان کے سر (کے خون) سے۔ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہے کہ مجھ سے واضح طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُمت میرے بعد عنقریب تم سے کراہت کرے گی۔

## (ہ) حضرت علیؓ کے لیے جنت کے باغ اور دنیا میں مشکلات کی خبر:

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تجھ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرا دین سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

ابو یعلیٰ نے حاکم سے انہوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے ایک راستہ پر چلے جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک باغ پر سے ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ یہ کتنا اچھا باغ ہے فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں اس سے بھی اچھا باغ ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گزرے ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کتنا اچھا باغ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے بھی اچھا باغ موجود ہے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے پر چلنا ختم کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور بہت روئے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے ان کا اظہار میرے بعد کریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرا دین سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

(د) خلافت کے اُمیدواروں میں اختلاف کی خبر:

احمد ابن حنبل نے ایاس بن عمرو اسلمی سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے اُمیدواروں میں اختلاف ہوگا اے علیؓ اگر تم سے ہو سکے کہ تم ان سے بچے رہو تو ایسا ضرور کر لینا۔



پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثیں میں جو متواتر ہیں اور متعدد سندوں سے روایت کی گئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے کہ امت حضرت علیؓ مرتضیٰ پر مجتمع نہ ہوگی۔

(ز) خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر:

منجملہ ان کے یہ حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔

ان میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت مرتفع ہو جائے گی۔ اور ان میں سے ایک حصہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور خصائص میں ہے کہ بزار نے اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے کھینچا گیا، میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا جا رہا ہے تو میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے لگایا تو اس کو شام کی طرف لے جایا گیا۔

(ح) متعدد حوادث کی خبر:

اور یہ کہ ایمان ہمیشہ ظاہر و غالب رہے گا یہاں تک شام میں فتنے واقع ہوں گے، اسی قسم کی روایات کو حضرت عمرؓ بن الخطاب اور حضرت بن عمرؓ کی حدیث سے لیا گیا ہے۔

## (ط) جنگ جمل کی خبر:

اور اس کے بعد آپ ﷺ نے جنگ جمل کی خبر دی۔ ابو بکرؓ، ابو یعلیٰ اور احمد بن حنبل وغیرہم نے روایت کی ہے اور الفاظ ابو یعلیٰ کے ہیں:

قیس بن ابی حازمؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بنو عامر کے پانی (یعنی بستی) سے گذریں جس کو حوأب کہا جاتا ہے تو اُن کے اوپر وہاں کے کتے بھونکنے لگے تو انہوں نے کہا کہ مجھے، لیکن سے جلد مجھے واپس لے جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے "تم میں سے ایک کا اس وقت کیا حال ہو گا جب اُس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

## (ی) سات فتنوں کی خبر:

اور حاکم نے یحییٰ بن سعیدہ کی حدیث روایت کی ہے انہوں نے ولید بن عیاش سے روایت کی ہے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے: کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد واقع ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ کے سامنے سے آئے گا اور ایک فتنہ مکہ کے سامنے سے اور ایک فتنہ شام سے آئے گا اور ایک فتنہ مشرق کے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مغرب سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہو گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتنہ کو پائیں گے اور اس اُمت میں ایسے بھی ہیں جو آخری فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش کہتے ہیں کہ فتنہ مدینہ تو حضرت طلحہؓ اور



حضرت زبیرؓ کی طرف سے واقع ہوا، اور مکہ کا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتنہ ہے اور شام کا فتنہ بنی امیہ کی طرف سے اٹھا اور فتنہ مشرق بھی ان ہی کی طرف سے اٹھا

## (ک) واقعہ صفین کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔

شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی: کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کریں گی اُن دونوں کے درمیان بڑی خونریزی ہو گی دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔

## (ل) حکمین کے تقرر کی اطلاع:

اور یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کر دیا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے حکمین کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص میں بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے آپس کا اختلاف جاری رہا تا آنکہ انہوں نے دو حکم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہو گئے اور دونوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور میری اُمت بھی اختلاف کرنے والی ہے، ان کا اختلاف باہمی جاری رہے گا

یہاں تک کہ وہ بھی دو حکم مقرر کریں گے۔ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان دونوں کا اتباع کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔

(دونوں گمراہ ہوگئے) سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی اور اصل میں اجتہاد (اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا) سے مراد یہ ہے کہ یہ اجتہادی غلطی بہت سے مفاسد کا باعث بنے گی۔ اور جن میں سے ایک خلافت کا مہاجرین اولیں کے ہاتھ سے نکل کر قریش کی طرف جانا تھا۔ اور اسی طرح ان میں سے خوارج کا نکلنا بھی ہے یہ دلیل ہاتھ لگ سکے گی کہ اللہ کے دین میں کسی کو حکم بنانا صحیح نہیں ہے۔

## (م) خوارج کے خروج اور اُن سے شدید جنگ کی خبر:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہروان کے واقعہ سے خبردار فرمایا اور یہ حدیث متواتر ہے، جیسے احمد نے عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری سے روایت کیا، کہتے ہیں کہ جن راتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے عبداللہ بن شداد عراق سے لوٹ کر آیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یہاں پہنچا جب کہ ان کے پاس ہم لوگ بیٹھے تھے، تو حضرت عائشہؓ نے اس سے کہا کہ اے عبید اللہ بن شداد کیا تو مجھے اس بات کا صحیح جواب دے گا جو میں تجھ سے پوچھوں گی تو مجھ سے اس قوم کا حال بیان کر جن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کیوں آپؓ سے سچ نہ بولوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تو مجھ سے ان کا قصہ بیان کر۔ عبداللہ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے جب امیر معاویہؓ سے معاہدہ کیا اور دو حکموں کو منظور کر لیا تو ان کے خلاف آٹھ



ہزار ایسے لوگوں نے بغاوت کر دی جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک مقام پر جمع ہوگئے جو کوفہ کی ایک جانب واقع ہے جس کو حروراء کہا جاتا ہے اور یہ لوگ حضرت علیؓ سے برگشتہ ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ تو اس قمیص سے باہر آگیا ہے جو تجھے اللہ نے پہنائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ تجھے اللہ نے موسوم کیا تھا۔ پھر تو نکل ہوگیا اور تو نے اللہ کے دین میں (دوسروں کو) حکم بنایا حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا حکم ہے مگر پھر جب حضرت علیؓ کو اُن کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور ان کے مقابلہ پر ایک جدا فریق بن جانے کی تو انہوں نے ایک منادی کرنے والے سے یہ اعلان کرایا کہ امیر المومنینؓ کے پاس حامل قرآن (حافظ و عالم) کے سوا کوئی شخص نہ آئے۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو حضرت علیؓ نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اُس کو اپنے ہاتھ سے ٹھیلنا شروع کیا اور آپؓ کہتے جاتے تھے کہ اے قرآن لوگوں سے بات کر تو اس پر لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنینؓ کہ آپ کیا پوچھتے ہو یہ تو ورقوں کے اوپر محض روشنائی ہے بلکہ اس کے متعلق جو اس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے ہم گفتگو کریں گے، تو آپؓ کا مقصد کیا ہے؟ آپؓ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جنہوں نے بغاوت کی ہے، میرے اور ان کے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد کے بارے میں فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ | یعنی اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں خلاف کا اندیشہ ہو تو تم |

يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (٣٥:۴) | لوگ ایک آدمی کو حکم کے طور پر مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی کو حکم کے طور پر عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق فرما دیں گے۔

تو ایک عورت اور ایک مرد کی بہ نسبت اُمت محمد ﷺ خون اور حرمت کے اعتبار سے زیادہ باعظمت ہے۔ اور وہ مجھ سے برافروختہ ہیں اس وجہ سے کہ میں نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب نے اُس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب ہمارے پاس سُہیل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب کہ آنحضور ﷺ اپنی قوم قریش سے مصالحت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوائی تو سہیل نے کہا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھوں گا بلکہ باسمک اللھم لکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لکھو محمد رسول اللہ۔ تو اس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ ﷺ کی مخالفت نہ کرتا۔ بلکہ یہ لکھا جائے

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قُرَيْشًا | کہ یہ وہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے قریش سے مصالحت کی۔



اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۔ (٣٣: ٢١) | تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ ﷺ میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے اُن لوگوں کے پاس حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بھیجا۔ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ جب وہ اُن کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اے حاملین قرآن یہ عبد اللہ بن عباسؓ ہے جو اس کو نہ پہچانتا ہو (وہ جان لے) اور میں کتاب اللہ کی اتنی ہی معرفت رکھتا ہوں جتنی وہ تم کو معرفت کرائے گا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں اور اس کی قوم کے بارے میں آیت بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ (بلکہ وہ جھگڑنے والی قوم) نازل ہوئی ہے۔ تو اس کو اس کے ساتھی (علیؓ) کے پاس لوٹا دو اور اس کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔

پھر اُن کے خطباء کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ واللہ ہم اس کے ساتھ ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر یہ وہ حق لے کر آیا ہے جسے ہم جانتے ہیں تو اس کا ضرور اتباع کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اس کو اس کے جھوٹ پر ضرور ٹوکیں گے۔ تو لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کتاب اللہ پر تین

ان سے مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے چار ہزار افراد نے رجوع کیا اور یہ سب لوگ تائب ہو گئے۔ ان میں ابن الکواء بھی شامل تھا۔ ان سب کو حضرت عبداللہ عباسؓ کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس لے گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے ان میں سے باقی لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا معاملہ اور (ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ تھا وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جہاں چاہو ٹھہرو، تا آنکہ امت محمد ﷺ (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (اس معاہدے میں یہ شرط ہے کہ) تم کسی بے گناہ کا خون نہ بہاؤ اور ڈاکہ زنی نہ کرو اور اہل ذمہ پر ظلم نہ کرو، اگر تم لوگوں نے اگر ایسا کیا تو ہم تم سے ویسا ہی برتاؤ کرتے ہوئے جنگ کریں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر اس سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اے ابن شداد! پھر حضرت علیؓ نے ان کو قتل بھی کر دیا۔ تو اس نے کہا واللہ حضرت علیؓ نے ان پر حملہ نہیں کیا تا آنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور خونریزی کی اور اہل ذمہ کی جان ومال کو حلال قرار دے دیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شداد نے کہا اس اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بیشک یہی ہوا۔
ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہل عراق کی طرف سے نہیں پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو، بس وہ ذوالثدی ذوالثدی کہتے تھے۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے میں مقتولین میں اس کے سامنے حضرت علیؓ کے ساتھ کھڑا تھا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو بہت



سے آنے والوں نے کہا کہ ہم نے اس کو مسجد بنی فلاں میں دیکھا تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے بارے میں کوئی پختہ شناخت نہیں لا سکے جس سے وہ پہچانا جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ جب اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے تو انہوں نے کیا کہا تھا جیسا کہ اہل عراق گمان (یعنی بیان) کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے حضرت علیؓ سے اس کے علاوہ کچھ اور بھی سنا؟ ابن شداد نے کہا واللہ نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحمت کرے ان کا یہی کلام ہوتا تھا۔ وہ جب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو ان کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہا کرتے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ لیکن اب اہل عراق ان پر جھوٹ کہتے ہوئے چڑھتے ہیں اور ان کی بات پر اضافہ کر رہے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے طارق بن زیاد سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ خوارج کی طرف نکلے اور آپؓ نے ان کو قتل کیا۔ پھر کہا دیکھو کیونکہ حضرت نبی ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک قوم جو حق میں بات کرنے والے ہوں گے اور حق (یعنی قرآن) ان کے حلق سے تجاوز نہ کرے گا، وہ حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے درمیان سے نکل جاتا ہے، ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہو گا جس کے ہاتھ میں نقص ہو گا، اس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے۔ اگر وہ ان میں شامل ہو تو تم نے بدترین لوگوں کو قتل کیا

ہوگا اور اگر وہ شامل نہ ہوا تو تم نے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہوگا تو ہم رونے لگے۔ پھر کہا تلاش کرو۔ تو ہم نے تلاش کیا تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پایا تو ہم لوگ سجدہ میں گر پڑے اور حضرت علیؓ بھی ہمارے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) اتنا فرق ہے کہ اس میں (بجائے یتکلمون بالحق کے) یتکلمون بکلمۃ الحق (یعنی حق کے کلمہ کے ساتھ تکلم کریں گے) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔

(ن) ایک خارجی کے ذریعے حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر:

حاکم نے ابوالاسود دؤلی سے روایت کی ہے: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے تھے جب میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور عراق کا ارادہ کر رہا تھا میرے پاس عبداللہ بن سلام آئے اور کہا کہ تمہیں عراق نہیں جانا چاہئے یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلوار کی نوک گرے گی۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ خدا کی قسم یہی بات تم سے پہلے مجھ سے رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں۔ ابوالاسود نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے آج تک ایسا لڑنے والا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے سامنے اس طرح کی باتیں کہہ رہا ہے۔

حاکم نے زید بن وہب سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اہل بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے اور ان میں خارجیوں کا ایک شخص بھی شامل تھا جس کو جعد بن بعجہ کہا جاتا تھا۔ اس نے اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر



درود پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علیؓ اللہ سے ڈر کیونکہ تو (سب کی طرح) مرنے والا ہے تو حضرت علیؓ نے کہا نہیں بلکہ ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور اس کا حساب کر دے گی مقتول ہونے والا ہوں۔ زید نے کہا کہ حضرت علیؓ نے اس موقع پر اپنے سر اور داڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا کہ یہ فیصلہ شدہ قضا ہے اور واضح شدہ صراحت نامہ ہے۔ اور جس نے افترا کیا وہ خسارے میں پڑا۔ پھر جعد نے حضرت علیؓ پر عیب لگایا ان کے لباس میں اور کہا کہ اگر تو لباس اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میرا یہ لباس کبر سے بہت دور رکھنے والا ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔

حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس پہنچے، ہم ان کی عیادت کے لئے گئے تھے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ اور ان کے پاس حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو یہ فوت ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اس صورت میں موت آئے گی جب یہ مقتول ہونگے اور ان کو موت نہیں آئے گی اس وقت کہ کرب اور بے چینی سے نہ بھر جائیں گے۔

حاکم نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ غزوہ ذی العسرۃ (جنگ تبوک) میں میں اور

حضرت علیؓ دونوں ساتھ ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو سب سے زیادہ دو بدبختوں کا حال نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ قوم ثمود کا وہ نیل گوں (جس کا نام قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا اور جس کے نتیجے میں قوم ثمود تباہ کردی گئی تھی اور (دوسرا) وہ ہے جو اے علیؓ تجھ پر وار کرے گا اس کے اوپر یعنی سر کے ابھرے حصہ پر یہاں تک کہ خون سے تر ہو جائے گی یعنی اُن کی ڈاڑھی۔ [اور اس کے نتیجہ میں امت خلافت راشدہ سے محروم کردی جائے گی]

(س) حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین مصالحت کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور امیر معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان صلح کی خبر دی۔ امام بخاری نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔

(ع) امیر معاویہؓ کی امارت کی خبر:

پھر آپ نے امیر معاویہؓ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصائص میں ابن ابی شیبہ نے امیر معاویہؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں خلافت کی طمع رکھتا



ہوں۔ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ "اے معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا"۔

اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے کسی چیز نے خلافت پر نہیں ابھارا سوائے اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا، تو میں گمان کرتا رہا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے اس ارشاد کی بنا پر اس عمل (خلافت) میں مبتلا ہوں گا۔

اور طبرانی نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے امیر معاویہؓ سے فرمایا کہ تیرا اُس وقت کیا حال ہو گا جب اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا۔ آپ ﷺ اس سے خلافت و امارت کو مراد لے رہے تھے تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص پہنانے والا ہے فرمایا کہ ہاں۔ لیکن اس میں بڑے شر و فساد بڑے شر و فساد ہوں گے۔

ابن عساکر نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس امت کے معاملے کا والی بنادے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرے گا۔ تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا وہ کہتے ہیں کہ میں برابر گمان کرتا رہا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کے قول کے مطابق میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں تا آنکہ مبتلا کر دیا گیا۔

ابو یعلی نے امیر معاویہ کی اسی طرح کی ایک حدیث کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح ابن عساکر نے حضرت حسنؓ کی۔ انہوں نے امیر معاویہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ کہ امیر معاویہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ تو عنقریب میرے بعد میری امت پر والی بنے گا تو جب ایسا ہو تو تجھے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے بڑے کام کرنے والوں معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دیلمی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ چند دن اور راتیں نہیں گزریں گی تا آنکہ معاویہ بادشاہ بن جائے گا۔

ابن عساکر نے سلمہ بن محمد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب سکھا دیجئے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور اس کو عذاب سے بچا لیجئے۔ ابن عساکر نے عروہ بن رویم سے روایت کی ہے کہا کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑیئے۔ تو اس سے معاویہ نے کہا کہ میں تجھ



سے کشتی لڑتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب نہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ تو جب جنگ صفین ہو چکی تو حضرت علیؓ نے (حضرت عروہ سے) فرمایا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے پہلے بیان کر دیتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔

## (ف) قریشی نوجوانوں کی امارت کی خبر:

اس کے بعد آپ ﷺ نے نوجوانان قریش کی بادشاہی کی خبر دی۔ خصائص میں حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنو العاص کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے۔

## (س) آلِ مروان کے اقتدار کی اطلاع:

بیہقی نے ابن موہب سے روایت کی ہے: کہ وہ امیر معاویہؓ کے پاس موجود تھے جب ان کے پاس مروان پہنچا اور کہا کہ اے امیر المومنینؓ میری حاجت پوری کر دیجیے۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا بوجھ ہے میں دس افراد کا باپ ہوں اور دس افراد کا چچا اور دس کا بھائی ہوں جب مروان واپس چلا گیا اور حضرت ابن عباسؓ حضرت معاویہؓ کے برابر ان کے تخت پر بیٹھے تھے، تو حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابن عباسؓ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب حکم کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو آپس کی دولت بنالیں گے،

اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو فریب کا ذریعہ بنائیں گے۔ پھر جب یہ چار سو ننانوے آدمیوں کی تعداد میں پہنچ جائیں گے تو ان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ہوگی۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا اللہ گواہ ہے کہ بیشک مروان نے اپنی حاجت کا معاویہؓ سے ذکر کر دیا تھا۔ تو مروان نے عبدالملک کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ پھر اس نے حضرت معاویہؓ سے گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس ہوا تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اے ابن عباسؓ! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا (یعنی عبدالملک کا) ذکر کیا تھا اور فرمایا: وہ چار بادشاہوں کا باپ ہے۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ گواہ ہے کہ بیشک ایسا ہی ہے۔

حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بنو اُمیہ چالیس کی تعداد میں ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔

اور ابویعلی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے منبر پر کودتے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے اور شگفتہ نہیں دیکھے گئے تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے۔

اور بیہقی نے حضرت ابن المسیبؓ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی



اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ کو (خواب میں) اپنے منبر پر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناگوار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو ان کو دی گئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

## (ق) بنو اُمیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر:

اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہؓ کو دیکھا کہ ان میں کا ایک شخص آپ کے منبر پر آکر خطبہ دے رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے رنج ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (اے نبی تجھے ہم نے خیر کثیر عطا کی) اور نازل ہوئی إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۞ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۞ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ اس میں یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ بنو امیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے۔ قاسم بن فضل نے کہا پھر ہم نے بنو امیہ کی بادشاہی کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینے ثابت ہوئی، نہ زیادہ ہوئی نہ کم۔

## (و) دو فرقوں کے وجود کی خبر:

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی ان میں سے ایک حضرت علیؓ مرتضیٰ کی شان کو بہت کم کرنے والا (گستاخ) ہوگا اور دوسرا بہت بڑھانے والا

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کہ اے علیؓ تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ

مشابہت ہے۔ یہود نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس درجہ محبت کی کہ اس مرتبے تک میں پہنچا دیا جو ان کا نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے میں ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مبالغہ کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا دشمن جس کو میری عداوت اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے، دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔ یاد رکھو کہ میں نبی نہیں ہوں ورنہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے، بس میں تو جس قدر قدرت رکھتا ہوں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں۔ تو جس بات کا اللہ تعالیٰ فرمانبرداری کے بارے میں تم کو حکم دوں وہ بات خواہ تم کو مرغوب ہو یا گراں ہو تو تم پر میری اطاعت ضروری ہے۔ اور جس معصیت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص ایسا کرے تو سمجھو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہیے۔

## ۹۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت:

پھر جاننا چاہیے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماء اہل سنت اُسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ اُن کا ماخذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ سے بھی اخذ کیا جا رہا ہو۔

رہی یہ بات کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی خلافت منعقد ہوئی یا نہیں، تو یہ اس بنا پر یقینی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کو) حضرت علیؓ مرتضیٰ کی



مفارقت سے منع فرمایا تھا۔ حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ جو مجھ سے الگ ہوا وہ خدا سے الگ ہو گیا اور جو تجھ سے الگ ہوا اے علیؓ وہ مجھ سے الگ ہوا۔

اور حاکم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تا آنکہ دونوں حوض کوثر پر آکر مجھ سے ملیں گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ علیؓ پر رحمت کرے۔ اے اللہ حق کو اُسی طرف لے جا جس طرف علی جائے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہم (ان کی مخالفت کے بارے میں) خطا کرنے والے مگر معذور تھے اس اصول پر کہ "من اجتہد فقد اخطا فلہ اجر واحد" "جس نے اجتہاد کیا اور خطا کی تو وہ ایک اجر کا مستحق ہے۔" تو وہ اس جہت سے (معذور ہیں) کہ انہوں نے شبہ سے استدلال کیا اگرچہ اس سے زیادہ راجح دوسری دلیل بھی موجود تھی اور اس شبہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کے لئے اس طرح خلافت منعقد نہیں ہوئی (جس طرح سابق خلفاء کے لیے منعقد ہوئی تھی) کیونکہ اصحاب حل وعقد نے جتھے کے ساتھ اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں لی تھی۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے معتمر بن سلیمان سے روایت کی ہے، انہوں نے اپنے والد سے، کہتے ہیں کہ ہم سے ابو نضرہ نے روایت کی کہ ربیعہ نے مسجد بنی سلمہ میں حضرت طلحہؓ سے گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دشمن کے مقابلہ پر تھے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس شخص (یعنی حضرت علیؓ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب اسی سے قتال کرتے ہو یا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ ربیعہ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں تو چکی کے پاٹ میں داخل کر دیا گیا تھا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ جب انہوں نے بیعت کی اور خوب سمجھ لیا کہ یہ بیعت گمراہی کی ہے۔ یمنی نے بیان کیا کہ ولید بن عبداللہ نے کہا کہ اہل عراق کے ایک منافق یعنی جبلہ بن حکیم نے زبیرؓ سے کہا کہ تو نے تو بیعت کر لی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زبیرؓ نے کہا کہ میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو میں نے بیعت کی۔

ابو بکر نے محمد بن بشر سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبداللہ ابن الاصم سے سنا وہ اپنی دادی ام راشد سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ میں حضرت ام ہانی کے پاس تھی کہ ان کے پاس حضرت علیؓ آئے تو حضرت ام ہانی نے ان کے لئے کھانا منگایا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ ام راشد کہتی ہیں کہ حضرت ام ہانی نے کہا سبحان اللہ، اللہ کی قسم ہمارے پاس برکت موجود ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ میں بکری مراد لے رہا ہوں۔ ام راشد نے کہا کہ پھر وہ نیچے اتریں تو وہ دو آدمیوں سے ملیں اور سنا کہ ان میں سے



ایک اپنے ساتھی سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں نے تو بیعت کر لی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ ام راشد نے کہا کہ میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ ہیں۔ ام ہانی نے کہا کہ میں نے تو ان میں سے ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی تو حضرت علیؓ نے فرمایا

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (۴۸:۱۰)

پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اس کو بڑا اجر دے گا۔

اور یہ قصہ غیر حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰؓ قادر ہیں حضرت عثمانؓ ذی النورین کا قصاص لینے پر مگر لیتے نہیں بلکہ اس سے مانع ہیں۔ اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی اس پر خطائے اجتہادی کا حکم لگایا

## ۱۰۔ جنگِ جمل میں شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؓ کا موقف:

ابو بکر نے ابو البختری سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے اہل جمل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہ کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ شرک سے بھاگتے ہیں۔ کہا گیا کہ کیا یہ لوگ منافق ہیں؟ کہا کہ منافق

اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت کم۔ پھر پوچھا گیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بغاوت کی، اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں یہ امید کرتا ہوں کہ ہم شامل ان لوگوں کے ہو جائیں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (۱۵:۴۷)

یعنی اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو نکال دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے

{یہ آیت اہل جنت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کچھ کدورت وغیرہ ہوگی تو اسے نکال دیا جائے گا۔ اور وہ ایک دوسرے سے بھائی بھائی بن کر وہاں رہیں گے۔ یہ ایک حدیث ہے جس کی متعدد سندیں ہیں ان میں سے بعض وابو بکر نے نقل کیا ہے۔ اور اگر فریق مخالف اس بات کو قبول نہ کرے اور ان کی رائے کو خطاء اجتہادی میں شمار نہ کرے بلکہ سیئات میں ہی شمار کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (۳:۱۹۵)

یعنی جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ان کو میری راہ میں تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کردوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض اللہ کے پاس سے ملے گا۔



اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرمایا اور کہا کہ تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن زیاد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا بیشک ہماری ماں ام المومنین حضرت عائشہؓ نے یہ سفر کیا اور وہ اللہ کی قسم محمد ﷺ کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم (زوجہ رسول اللہ اور ماں ہونے کی وجہ سے) اس کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔

اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حراء پر تھے اور اس وقت حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے تو چٹان نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ساکن ہو تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

اور ابو بکر نے ابو نضرہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں: کہ ابو سعید کے پاس لوگوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ کا ذکر کیا

تو ابو سعید نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سوابق اعمال بہت ہیں اور ان پر فتنہ آپڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ اللہ پر لوٹا دیا۔

پھر ان میں کے عزیزوں سے ایسے کلمات بھی منقول ہیں جو ان کی طرف سے اس رائے سے رجوع کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ ابو بکر نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری بھری شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔

اور متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے دن حضرت زبیرؓ سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور میں تم سے سرگوشی کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس سے سرگوشی کر رہا ہے، واللہ یہ ایک دن تجھ سے ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ کہا کہ یہ بات سن کر حضرت زبیرؓ نے اپنی سواری کے منہ پر مارا اور لوٹ گئے۔ اس روایت کو ابو بکر وغیرہ نے نقل کیا ہے پھر ان کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جرموز نے ان کو قتل کر دیا۔

ابو بکر نے قیس سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہؓ کے گھٹنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا شروع ہو گیا، جب اس کو بند کرتے تھے تو بند ہو جاتا تھا اور جب اس کو چھوڑتے تھے تو بہنے لگتا تھا۔ تو حضرت طلحہؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر ہے جس کو اللہ نے بھیجا تھا، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔



اور حاکم نے ثور بن مجزاۃ سے روایت کی کہ میں جنگ جمل میں حضرت طلحہؓ سے ان کے آخری وقت پر ملا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے "میں نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہوں تو انہوں نے کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلا میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا، اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور ان کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر ان کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ اللہ نے ناپسند کیا اس بات کو کہ طلحہؓ اس بات کے بغیر کہ میری بیعت اس کی گردن میں ہو جنت میں داخل ہو۔

## ۱۱۔ امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ:

رہا یہ کہ امیر معاویہؓ بھی اجتہادی غلطی پر تھے اور معذور تھے تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شبہ کے ساتھ دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ہر چند کہ دوسری دلیل جو میزان شریعت میں اس سے زیادہ وزن دار تھی ظاہر ہو گئی تھی جس طرح کی تقریر ہم اہل جمل کے قصہ میں کر چکے ہیں بعض اشکال کے اضافہ کے ساتھ۔ جو یہ ہیں کہ امیر معاویہؓ اور اہل شام نے بیعت نہیں کی تھی اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تسلط اور اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ متحقق نہیں ہوا ہے۔ پھر تحکیم (حکم بنانے) کے معاملہ نے اس شبہ کو اور مضبوط کر دیا اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ دعوھما واحدۃ یعنی دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

رہا یہ کہ اہل حرورا (خوارج) باطل پر تھے اور علامات کفر یا فسق میں ملوث تھے تو وہ اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حرورا والوں کے بارے میں احادیث متواتر وارد ہوئی ہیں کہ "یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ" وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اس کو سہل بن حنیف اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

## ۱۲۔ حضرت علیؓ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم:

باقی رہا ایک مسئلہ جو نہایت دقیق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھا گئے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی مدد سے پیچھے رہ جانے والے درست اجتہاد کرنے والے تھے یا اجتہادی غلطی پر تھے اور معذور تھے۔

بندہ کے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ جانے والے) عزیمت پر (کاربند) تھے اور صریح احادیث سے جو صحیح اور متواتر المعنیٰ ہیں دلیل پکڑے ہوئے تھے۔

ترمذی نے اُمّ مالک بہزیہ سے روایت کی ہے: کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا اور اس کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس میں سب سے بہتر کون ہوگا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ میں (جنگل میں یکسو) ہے ان کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو للکارتا ہے اور وہ اس کو للکارتے ہیں۔



اسی طرح ترمذی نے بسر بن سعد سے روایت کی ہے: کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عثمانؓ بن عفان کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایسا فتنہ اٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟ تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح بن جانا۔ [یہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ میں مذکور ہے جب قابیل نے ہابیل کو مارنا چاہا تو اس نے کہا تھا]

لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (۵۲۸)

اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ کسی صورت میں مسلمان بھائی سے ہاتھا پائی روا نہیں ہے

اور ترمذی نے عدیسہ بنت اہبان بن صیفی غفاری سے روایت کی ہے: کہتی ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب میرے والد کے پاس آئے اور ان کو دعوت دی کہ جنگ کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔ تو میرے والد نے ان سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا کے بیٹے نے مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک دوسرے

کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی تلوار لکڑی کی بنالوں تو میں نے اس کو ایسا ہی بنایا ہے۔ تو اگر آپ چاہیں تو میں اس کو لے کر آپ کے ساتھ نکلوں عدیسہ نے کہا کہ پھر حضرت علیؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔

اور ترمذی نے ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنے چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھنا اختیار کرنا، اور آدم کے بیٹے کی طرح بن جانا۔

امام بخاری نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ تو حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت عمارؓ سے کہا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمہارے اور میں نے تمہاری جانب سے جب سے تم نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے نزدیک اس سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی یعنی تمہارے اس امر (حضرت علیؓ کی امداد) میں سرعت دکھانے کے سوا۔ تو حضرت عمار بن یاسرؓ نے کہا اے ابو مسعودؓ میں نے بھی تمہاری جانب سے اور نہ تمہارے اس ساتھی کی جانب سے جب سے تم دونوں نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اپنے نزدیک کوئی بات تمہارے اس امر میں دیر کرنے سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی۔ تو حضرت ابو مسعودؓ نے جو صاحب وسعت تھے کہا کہ اے غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر ان میں سے ایک تو



حضرت ابو موسیٰؓ کو دیا اور دوسرا حضرت عمارؓ کو اور کہا کہ تم دونوں یہ جوڑے پہن کر جمعہ (کی نماز) کو جانا۔

امام بخاری نے حرملہ مولی اسامہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھے اسامہؓ نے بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا کہ وہ یعنی حضرت علیؓ تجھ سے ابھی پوچھیں گے اور کہیں گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو ان سے یہ کہنا کہ وہ آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کلے میں ہوں گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ اس میں میں آپ کا ساتھ دوں لیکن یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کو میں مناسب نہیں سمجھتا۔ تو حضرت علیؓ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت ابن جعفرؓ کی طرف گیا تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لاد دیا۔

ابو یعلیٰ نے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں خوارج کی طرف حضرت عبداللہ بن خبابؓ کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ خوارج نے کہا کیا تو عبداللہ بن خباب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا کیا تو نے اپنے والد سے کوئی حدیث سنی ہے جس کو تو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔ انہوں نے کہا ہاں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے جو میرے سامنے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ فرمایا پھر اگر تجھے وہ مل جائے، تو تو عبداللہؓ مقتول بن جانا، اس کے راوی ایوب کہتے ہیں کہ مجھے صرف یہ علم

ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ تو عبداللہؓ قاتل ہے منا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اس کو خود اپنے والد سے سنا کہ وہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ اس کو نہر کے کنارے پر لے گئے اور ان کی گردن مار دی (شہید کر دیا) پھر انہیں پانی میں بہا دیا گویا کہ وہ کوئی جوتی کا تسمہ تھے۔ [غالباً لاش کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پرواہ کیے بغیر لاش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا واللہ اعلم]

حاکم نے عمرو بن وابصہ سعدی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ایسا فتنہ برپا ہوگا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا، اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا فرمایا ایسا ایام ہرج (فتنہ وفساد) میں ہوگا جب کہ کوئی اپنے ہم نشیں سے بھی مطمئن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پھر گر میں اس زمانہ کو پاؤں تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اپنے نفس اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے گھر میں چلے جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بتایئے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو کمرے میں داخل ہو جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ کمرے میں بھی داخل ہو جائے تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور ایسا کر لینا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پونچے پر سے



جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑا فرمایا کہ اور کہنا ربی اللہ یعنی "میرا رب اللہ ہے" یہاں تک کہ تو اسی حال پر مر جائے۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو تم پر فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہیں، سب سے بہتر آدمی اس میں، یا کہا ان میں سے، بکری والا ہے جو اپنی بکری کی سری کھا کر ہی گذارا کرے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی درے کے پیچھے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اپنی تلوار سے شکار کر کے کھائے [اور آبادی سے جو محل فتنہ ہے دور رہے]

اسی طرح حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح بہت سے فتنے ہیں، جن میں یہ حال ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن اٹھے گا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ﷺ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کملیاں بن جانا (یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)۔

اسی طرح حاکم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو عنقریب فتنہ اٹھنے والا ہے پھر بڑا ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا

ہونے والا اس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ پھر جب وہ نازل ہو جائے تو یاد رکھو کہ جس کے پاس اونٹ ہوں اس کو چاہئے۔ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس کوئی زمین ہو وہ اپنی زمین پر جا پہنچے (کاشتکاری کرے) تو آپ ﷺ سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایئے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ بکریاں اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اس کو چاہئے کہ پتھر لا کر اپنی تلوار کو اس سے کوٹ ڈالے پھر چاہیے کہ بچ نکلے گر بچ نکلنے کی قدرت رکھتا ہو (یعنی کہیں بھاگ جائے) پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی؟ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتایئے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے اور مجھے کسی ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے پھر کوئی شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل کر ڈالے تو؟ فرمایا کہ وہ اپنے گناہ اور تیرے گناہ کو لے کر لوٹے گا پھر اصحاب نار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

حاکم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہونے والا ہے جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہوگا۔ اور سوار تیز دوڑانے والے سے بہتر ہوگا [یعنی ہلکی رفتار والا سوار تیز دوڑانے والے سے]



حاکم محمد بن مسلمہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں تب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر حرہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے جانا اور اس کو پتھر پر مارنا (تاکہ وہ ٹوٹ جائے) پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آ جائے قضائے الٰہی کو پورا کرنے والا یا کوئی خطاکار ہاتھ تمہاری طرف بڑھے۔

**۱۳۔ حضرت علیؓ کی امداد کا وجوب:**

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علیؓ مرتضیٰ خلیفہ برحق ہیں تو ان کی اعانت لازم ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا کیونکر پسندیدہ خداوندی ہوگا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جان لیا تھا کہ حضرت علیؓ اگرچہ کہ خلیفہ برحق ہیں مگر ان کی نصرت مقدر نہیں ہے اور غیب میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ ان کے قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور ان پر عام لوگوں کا اجتماع نہ ہوگا اور ملک کا انتظام اس کا حکم قطعی نافذ نہ ہوگا بلکہ لوگوں کو جنگ پر تیز کرنا فتنہ کے بڑھنے کا موجب ہوگا۔ خلیفہ برحق کی مدد اس صورت میں مطلوب ہوتی ہے جب کہ ان کے منصور و کامیاب ہونے کا گمان ہو۔ جو سوال جب قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا ہو کہ ان کو نصرت کا مدد نہ بخشی گی تو قوم کو قتال کی طرف دعوت دینے اور ان کو لڑائی کے لیے آمادہ کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نظیر واقعہ حرہ ہے (واقعہ حرہ ۶۳ھ میں پیش آیا جب یزید کی افواج نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور پھر وہ ایک مقام سے مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوئے اور اہل مدینہ کی تین دن تک خون ریزی

رہنے میں کامیاب ہوگی جس میں کہ اہل مدینہ کی مظلومیت کھلے طور پر معلوم تھی اور ان کو مارنے والوں کا ظالم ہونا اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے قتال سے رکنے کا حکم فرمایا۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ﷺ، فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بھی تجھ میں طاقت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر ہوگا تو اتنی قوت بھی نہ ہوگی کہ اٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں یا (یہ کہا) کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لئے پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے مانگنے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذرؓ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ﷺ۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو (مقام) حجار الزیت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے ان سے جاملنا [یعنی اپنے قبیلہ والوں میں چھپے رہنا] یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے کہ ان سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی تلوار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (فتنہ) ہوجائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کرلینا چاہئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتایئے کہ اگر کوئی گھر میں گھس کر میرے پاس آپہنچا۔



فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لینا۔ وہ (قتل کر کے) تیرا اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔

اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت علیؓ مرتضی اور ان کے اقارب کو بھی آپ ﷺ فرماتے اور قتال سے روکتے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے، حضرت علی مرتضیٰؓ کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں اُن کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ مرتضی خلافت کا خلع نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سعی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرے میں مبعوث ہوں۔

اس کی نظیر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے حسب ارشاد نبوی ﷺ قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے دست برداری منظور نہ کی)۔ رہے آپ کے رشتہ دار تو ان کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور خلیفہ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ بھی چونکہ شدت کے ساتھ حضرت علیؓ کی صحبت اپنے اوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔

اس اصل حضرت علی مرتضیٰؓ اور ان کے اقارب کے حق میں یہ معنے اقرب الی الصواب ہے اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی

ع "ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد"

"یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہے"

پھر حضرت علیؓ مرتضیٰ سے جنگ جمل اور صفین سے پہلے اور ان دونوں قتالوں کے بعد ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متبائن ہیں۔ بظاہر (حضرت علی مرتضیٰؓ کی) نہایت درجہ احتیاط و تقوے اور جانب مخالف کی دلیل کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہوگا۔

حاکم نے طارق بن شہابؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو (مقام) ربذہ میں اونٹ کے ایک پرانے کجاوے پر بیٹھا ہوا دیکھا اور وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پلٹ کر خوب جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ پایا کہ قوم سے قتال کروں یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اُس کے ساتھ کفر کروں۔

اور متعدد اسناد کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتا۔ اس کی بعض اسناد کو ابو بکرؓ اور حاکم نے روایت کیا۔



ابو بکرؓ نے حضرت عمارؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں، اور وہ گمراہی پر۔

ابو بکرؓ نے سلیمانؓ بن مہران سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے روایت کی جس نے حضرت علیؓ سے جنگِ صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورت حال اس طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جائے ابو موسیٰؓ فیصلہ کر (یعنی حکم بن کر) خواہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔

ابو بکر نے شعبی سے روایت کی ہے: انہوں نے حارث سے کہا، کہ جب حضرت علیؓ صفین سے پہلے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی امت ان پر مجتمع نہ ہو گی) تو وہ ایسی باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور ایسی حدیثیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہؓ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر تم نے اس کو گم کر دیا تو تم لوگوں کے سروں کو حنظل کی طرح اُن کے کندھوں سے چھٹتے ہوئے دیکھو گے۔

تمت

## تبصرہ

ان تمام روایات سے درج ذیل امور ثابت اور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت پر صحابہ کرام کی اکثریت نے اتفاق کرلیا تھا۔لہذا حضرت علیؓ کی خلافت برحق ہے۔

۲۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا موقف درست ان کے مخالفین غلطی پر تھے۔ لیکن چونکہ ان سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں.... قابل معافی ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ صاحب نے بجا فرمایا ہے:

"خلافت نے حضرت علیؓ کو نہیں بلکہ حضرت علیؓ نے خلافت کو زینت بخشی"

۳۔ حضرت علیؓ کی خلافت اور ان سے محبت کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں۔اور وہ اس درجہ اور اس معیار کی ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔ جن میں سے کچھ احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔کچھ احادیث میں اُن کو حق پر قرار دیا ہے اور اُن کا ساتھ دینے کا حکم دیا۔اور بعض احادیث میں انُ سے دشمنی اور عداوت رکھنے اور اُن کی مخالفت سے بچنے کا حکم دیا۔اور ان کی دشمنی کو خود آنحضور ﷺ سے دشمنی قرار دیا ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ کی "ولایت" کے بارے میں روایات بہت ہی مستند اور ثقہ طریقے سے منقول ہوئی ہیں۔{مثلاً جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؓ مولا



ہے}۔ ولایت کے لئے جو تاویل بھی کرلی جائے اس میں حکومت واقتدار کا مفہوم بھی شامل ہے۔لہذا حضرت علیؓ کی حضرت عثمان کے بعد منعقد ہونے والی خلافت کے متعلق کسی شک یا شبہے کی گنجائش نہیں ہے۔

۵۔ حضرت عمرؓ فاروق نے اپنی شہادت کے موقع پر جو چھ رکنی ٹیم بنائی تھی اور جس کے ذمہ آئندہ خلیفہ کی تقرری یا نامزدگی کا اختیار لگادیا تھا۔اس میں موجود تمام ارکان نے اپنی اپنی خلافت سے دست برداری پر اتفاق کرلیا تھا اور صرف دو اُمیدوار باقی رہ گئے تھے یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا تھا۔ لہذا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد از خود حضرت علیؓ مرتضیٰ کے لیے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔لہٰذا ان کی خلافت مسّلم ہے۔

۶۔ تمام آئمہ اہلسنت والجماعت نے حضرت علیؓ کی خلافت پر اتفاق اور اجماع کیا ہے اور کسی بھی معتبر عالم دین اور امام سے ان کی مخالفت ثابت نہیں۔ جبکہ اہل تشیع تو انہیں خلیفہ بلافصل مانتے ہیں۔لہذا ان کی خلافت پر پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

۷۔ اپنے فضائل ومُناقب اسلام اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں اُن کی پیش قدمی، علومِ اسلامیہ کے تمام شعبوں پر اُن کی مہارت وتبحر، ذاتی طور پر تمام صفاتِ حسنہ کی جامعیت وغیرہ سے بھی ان کا خلافت کے لیے استحقاق ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے زمانے میں ان صفات ومُناقب میں کوئی ان کا مدِ مقابل نہ تھا۔اس

لیے بھی حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت ہر شک و شبہے سے بالاتر ہے۔ کاش اُمت اُن کے زمانے میں ان کی خلافت پر اتفاق کر لیتی۔

AF-1361

# ہم نہیں ہوں گے

خدا آباد رکھے بزم یاراں، ہم نہیں ہوں گے
مزا اللہ! ہم نہیں ہونگے، بھلا ہاں! ہم نہیں ہوں گے

ہمارے بعد یارانِ طریقت کس کو دیکھیں گے
بہت ہوگا ہجوم بادہ خواراں، ہم نہیں ہوں گے

ظہورِ مہدیٔ آخر زماں کا وقت آ پہنچا
جہاں پر چھائے گا ابرِ بہاراں، ہم نہیں ہوں گے

زمیں اپنے خزانے ڈال دے گی اُس کے قدموں میں
جب آئے گا وہ رشکِ تاجداراں، ہم نہیں ہوں گے

علَم لہرائیں گے اللہ اکبر کی صداؤں میں
بڑھے جائیں گے جیشِ شہسواراں، ہم نہیں ہوں گے

نزولِ حضرتِ عیسیٰ بھی ہوگا، لوگ دیکھیں گے
عجب ہوگا شکوہِ پاسداراں، ہم نہیں ہوں گے

جو اس دُنیا میں آیا ہے، وہ جانے ہی کو آیا ہے
نفیس اب حشر تک ہے ہجرِ یاراں، ہم نہیں ہوں گے

یہ کلام حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے ۱۴۳۵ھ میں تحریر فرمایا اور اب پہلی مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے۔

من خاکپائے شاہ نفیس الحسینیؒ احقر رضوان نفیس

toobaa-elibray.blogspot.com

امام الاشجعین اسد اللہ الغالب

# حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل، مناقب، اقوال، کرامات، خصائل مبارکہ

"ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کا آخری باب

تصنیف لطیف:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ تعلیق و تصحیح
ڈاکٹر محمود الحسن عارف

سعی و اہتمام
میاں رضوان نفیس

شاہ نفیس اکادمی

حضرت علی بن ابی طالب

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ نفیس اکادمی

شاہ نفیس اکادمی

سعدی پارک مزنگ، لاہور
0300-4183709

toobaa-elibrary.blogspot.com

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com